نگرانِ اعلیٰ

مولانا مُفتی محمود

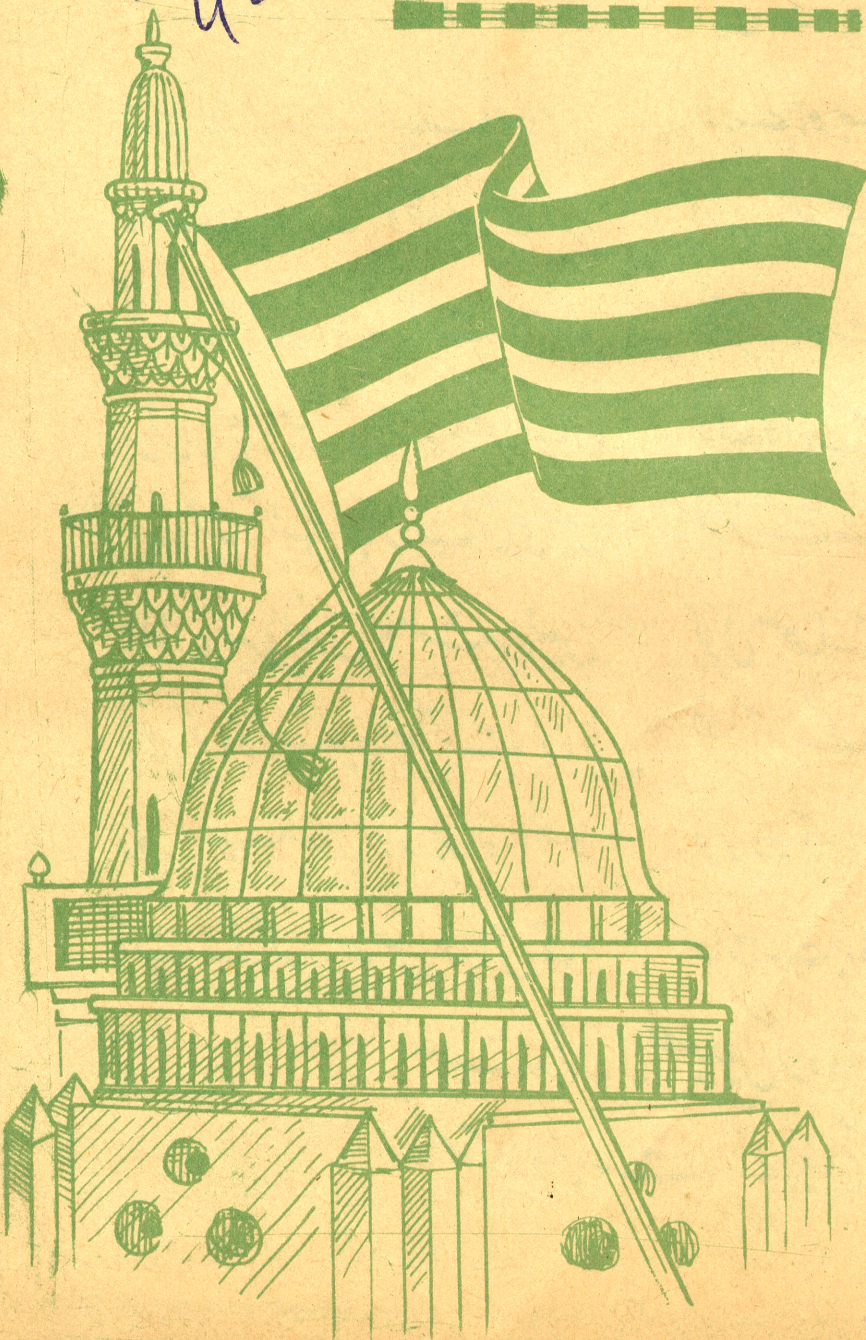
ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

17/62

اسلامی اقدار کا نقیب



رُفقاءِ محترم!

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت کو تازہ کرتے ہوئے ہمیں قومی و دینی معاملات میں انکے عظیم جذبہ ایثار و قربان کو مشعلِ راہ بنانا چاہیے کیونکہ قربانی و ایثار کے عظیم جذبہ کے ذریعہ ہی ہم دین و ملّت کی عظمتِ رفتہ کو بحال کر سکتے ہیں

مولانا مفتی محمود

شیشہ و جام کو!

طول دیتے رہو ظلم کی شام کو
جلد پہنچو گے تم اپنے انجام کو

ملک دو نیم ہوتا نہ ہرگز کبھی
چھوڑ دیتے جو تم شیشہ و جام کو

سنتِ مصطفےٰ کا اڑاؤ مذاق
دین کہتے پھرو اپنا اسلام کو

تم پہ لازم ہے تضحیک اسلام کی
لاڈلے ہو بہت تم چچا سام کو

روک دو، روک دو ظالمو! خود سرو
اب شریفوں کی عزت کے نیلام کو

کیوں بنایا ہے دن رات کا مشغلہ
افترا، جھوٹ، تہمت کو الزام کو

ریڈیو پر ہیں جس کی ثنا خوانیاں
لوگ گالی سمجھتے ہیں اس نام کو

اب "سناتا" ہے جاروب کش بھی تمہیں
تم ترستے تھے اس "شہرت عام" کو

گالیاں سربراہوں کا شیوہ نہیں
کوئی سمجھائے اس "نیک فرجام" کو

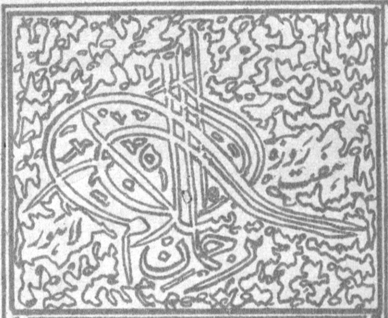
ڈھیر کر دو غریبو! فلاکت زدو!
قصر آمر کے اونچے در و بام کو

دورِ جمہور لاؤ جوانو اٹھو
توڑ دو آمریت کی صمصام کو

آپ نے کر دیے حل مسائل تمام
جانتا ہے جہاں آپ کے کام کو

نفرتوں کی فصیلیں گرا دو قمرؔ
عام کر دو محبت کے پیغام کو

قمر ہاشمی



جلد نمبر ۱۷ — شمارہ نمبر ۴۲

جمعۃ المبارک ۲۰ دسمبر، ۵ ذی الحجہ



بدلِ اشتراک

سالانہ ــــ ۳۸ روپے

ششماہی ــــ ۱۹ روپے

سہ ماہی ــــ ۹/۵۰

فی پرچہ

۷۵ پیسے

اداریہ — اکرام القادری

سُنتِ خلیلُ اللہؑ

عیدِ قُربان کے مُبارک و مسعود موقع پر مسلمانانِ عالم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنتِ عظمیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں جس کے ذریعے انھوں نے رب السمٰوات والارض کے حکم کی بجا آوری میں کامل عبدیت وفدویت کا لازوال مظاہرہ کیا تھا۔ خداوند قدوس نے حکم دیا (بحالت نوم) کہ اپنی عزیز ترین متاع اور سرمایہ زندگی ہمارے نام پر قُربان کردو۔

اللہ کے اس سچے پرستار نے سرِ تسلیم خم کیا اور اپنے نورِ بصر و پارۂ دل کا ہاتھ پکڑ کر قربان گاہ کی طرف روانہ ہوگیا، اواہ وحلیم باپ سعادت مند بیٹے سے خدا کی مرضی بیان کرتا ہے۔ بیٹا پیکرِ تسلیم ورضا۔ باپ بیٹا شاداں و فرحاں اپنے پالنہار اور مالکِ حقیقی کی محبت میں سرشار و مگن تیز تیز قدموں سے قربان گاہ کی سمت رواں۔ کیا مجال کہ قدموں میں لرزش اور دل میں وسوسہ پیدا ہو۔ دشمنِ ازلی جوان موقعوں کی تاڑ میں رہتا ہے آدھمکا۔ مختلف رُوپ دھارے، مختلف بھیس بدلے، خیر خواہی کا دام ہمرنگ زمیں بچھایا، ناصح مشفق بنا، کبھی بچے کی کمسنی و معصومیت کا واسطہ، کبھی شفقتِ پدری کا، مگر اللہ کے اس پاک باز بندے کے پائے ثبات میں لرزش نہ آئی۔ خدا کا فرستادہ اور لرزش و لغزش چہ معنی؟

عجیب منظر تھا۔ وہ منظر جب مشفق باپ فرمانبردار بیٹے کو خدا کے پاک نام پہ ذبح کرنے کے لیے پیشانی کے بل لٹا رہا تھا اور فرخندہ بخت بیٹا گردن کٹانے کے لیے بیقرار و مضطرب، معصوم اسماعیل کی نرم و نازک گردن پر تیز دھار چھری چلائی جاتی ہے، لیکن حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر خراش تک نہیں آتی۔ حضرت ابراہیمؑ چھری کو آب دیگر مسلسل لختِ جگر کی گردن تن سے جدا کرنے میں کوشاں مگر ناکامی کے سوا چارہ نہیں۔ قلب کے آئینے میں جھانک کر دیکھتے ہیں، خدا کی عظمت کے سامنے شفقتِ پدری کی دور دور تک رمق نہیں۔ آئینۂ دل خدا کی محبت میں چشمۂ نور کی طرح صاف وشفاف۔ خدا کے پیغمبر حیرت واستعجاب کے بحرِ ناپیدا کنار میں غوطہ زن تھے کہ ندا آئی۔ ابراہیم! ہم نے تمہاری قربانی قبول کرلی ہے۔ حضرت اسماعیل نے ذبح عظیم کا مژدہ کیف آور سنا اور قربان گاہ عشق میں کامیابی پر سجدۂ شکر ادا کیا ــــ اس بصیرت افروز واقعہ میں یقیناً خدا کی محبت سے ناآشنا انسانوں کے لیے حیرت و سرگردانی کے سوا کچھ نہیں، لیکن حضرت ابراہیمؑ ایسے اولوالعزم پیغمبر کے لیے منشاءِ الٰہی پر اپنی متاع گراں بہا قربان کرنے کا اس سے بڑھ کر اور کون سا موقعہ ہوسکتا تھا؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ سنت اپنے دامن میں عبرت و موعظت کے بے شمار پہلو لیے ہوئے ہے۔ سال بسال سنتِ ابراہیمیؑ کو تازہ کرنے میں خدائے حکیم وخبیر کی بے نہایت حکمتیں ہیں جن کی دریافت کا نہ ہمیں حکم ہے، نہ ضرورت۔ بعض کور ذوق، مادیت پرست، "غریب نواز" سنت ابراہیمی پر فرد مایہ قسم کے اعتراضات کرکے ملکی معیشت کو سہارا اور غریبوں کی ہمدردی کا ثبوت فراہم کرتے رہتے ہیں۔ قربانی ایسی عبادت کو اصراف مال، ضیاع زر اور ملکی معیشت پر بار سے تعبیر کرتے رہتے ہیں۔ ملک اور قوم کے غم میں سوکھ کر کانٹا ہوجانے والے ملک و قوم کے ان نادان دوستوں کو خوردبین لگا کر بھی قربانی کے علاوہ ملکی دولت کا ضیاع اور قومی بچت کا خیال نہیں آتا۔ لاکھوں روپے کی سگریٹیں پھونک دو، کروڑوں روپے سینما ایسی مخربِ اخلاق لعنت پر لٹا دو، ثقافت وتفریح طبع کے نام پر بے پناہ روپیہ برباد کردو، ان "ہمدردانِ قوم و وطن" کو قطعاً خیال نہیں آئے گا۔ ملک کے

عوامی حکمران فضول تقریبات پر ہُن لٹاتیں۔ ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ غریب ملک کا "عوامی" سربراہ بلاجواز اور بے مقصد دَوروں پر بے دریغ قومی خزانہ خالی کرنا شروع کر دے۔ استقبال کے نام پر جھنڈیوں اور چراغاں پر پانی کی طرح دولت بہائی جائے مجال ہے کہ ان محبان وطن اور ہمدردان قوم کے لب جنبش کریں! انہیں اگر ملکی معیشت کی بربادی کا خوف دامن گیر ہوتا ہے تو سال بسال قربانی کرنے سے یہ اپنی مجرد عقل کے ترازو میں خدائی احکام کو تولتے رہتے ہیں۔ انہیں کون بتاتے کہ وحی کے بغیر عقل کیا ہے؟

قربانی سال بسال قوم مسلم کو جھنجھوڑتی اور گراں خوابی سے ہوش میں لانے کی سعی کرتی ہے، مگر ہم مسلمان ہیں کہ لمبی تانے سوتے ہوتے ہیں، حوادث کا سیل بے پناہ ہمیں بہاتے لیے جا رہا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ وسائل کی تنگ دامانی کے سرسری شکوے کے سوا کچھ نہیں کر پاتے۔ جب کہ آج بھی بے انتہا قدرتی وسائل سے مسلمان ممالک مالا مال ہیں جس سے غیر مسلم اقوام فائدہ حاصل کر رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ملک اپنے تمام وسائل مجتمع کر کے بروئے کار لائیں اور عظمت رفتہ کی بازیابی کے لیے کوشاں ہوں۔ محض خالی خولی جذباتی نعروں سے نہ آج تک کچھ بنا ہے نہ آئندہ بننے کی امید۔

عید قربان سے سنت ابراہیمیؑ کی یاد کے ساتھ ہمارے لیے ملک و قوم پر قربان ہونے کا سبق ہے۔ مملکت خداداد کو جس قدر آج خطرات درپیش ہیں اس سے پہلے کبھی نہ تھے۔

غضب بالائے غضب یہ کہ موجودہ عوامی حکمران من مانیوں میں مبتلا اپنی ہی قوم کا جینا اجیرن کیے ہوئے ہیں۔ ملک کے ایک حصے پر فوج کا تسلط" منتخب حکومت کی برطرفی عوامی حکومت کے نمایاں کارنامے ہیں۔ غریب عوام دانے کو محتاج اور روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کر کے منتخب ہونے والے تعیش کوشیوں کی پُرخطر راہ پر گامزن، ان حالات میں اگر کوئی مردِ درویش پیش آمدہ خطرات کی نشان دہی کرتا ہے تو گردن زدنی و کشتنی گولی گالی، لاٹھی اور جیل عوامی دور کی سوغاتیں ہیں۔ اپوزیشن رہنماؤں کو واشگاف گالیاں "عوامی سربراہ" کا مشغلہ بن چکی ہیں، لیکن ان تمام اندھیر گردیوں کے باوجود اپوزیشن رہنما صبر آزما مراحل سے گذر کر بحالی جمہوریت اور اسلام کے عادلانہ نظام کی تنفیذ کے لیے سرگرداں ہیں

"مردِ اصلاحات"

گورنر بلوچستان میر احمد یار خاں کا لمبا چوڑا بیان نظر سے گذرا، حیرت ہوئی کہ ان کی دینداری کی جتنی داستانیں سنی تھیں وہ سب افسانہ ثابت ہوئیں حیرت ہے کہ عمر کے اس موڑ پر بھی آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ بلوچستان کے سلسلے میں موصوف نے جو زٹل خائی کی وہ ایسا جھوٹ ہے جس کی جرأت حکمران پارٹی کے کرتا دھرتا بھی بہت کم کرتے ہیں" بلوچستان میں مکمل امن ہے"، "فوج تعمیری کاموں میں مصروف ہے" "چند افراد کے سوا سب لوگ پہاڑوں سے اتر آئے ہیں" بلوچستانی عوام نے "شہنشاہِ معظم" سے درخواست کی ہے کہ "فوج سایہ فگن رہے" وغیرہ وغیرہ حتیٰ کہ جوش میں ہوش کا دامن چھوڑ بیٹھے۔ فرماتے ہیں: "میں بنیادی طور پر جمہوریت پسند اور "مردِ اصلاحات" واقع ہوا ہوں۔ سبحان اللہ! "مردِ آہن" کے فیوض سے تو قوم مالا مال تھی ہی "مرد اصلاحات" سے بھی متمتع ہونا پڑے گا۔

ہم "مرد اصلاحات" صاحب کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنیں بلکہ "فخر ایشیا" سے دست بستہ درخواست کریں کہ وہ اپوزیشن رہنماؤں کو بلوچستان کے تمام علاقوں کا دورہ کرنے کی اجازت دیں یا پھر غیر جانب دار مبصرین کا وفد بھیجیں۔ محترم آپ کے طویل و عریض بیان کی حیثیت پر کاہ کے برابر بھی نہیں۔

مرد اصلاحات صاحب جناب بھٹو کو منت سماجت سے رضا مند کریں کہ وہ مفتی صاحب کا چیلنج قبول کر لیں۔ مفتی صاحب نے متعدد بار فرمایا ہے کہ میں بلوچستان سے ایک ہزار گواہ پیش کرتا ہوں جو "عوامی حکومت" کے ظلم و تشدد کی داستان بیان کریں گے اور عوامی حکومت کے امن کے دعووں کو واشگاف کریں گے۔

دوسری گذارش ہماری یہ ہے کہ بزرگوارم! آپ عمر کے اس پیٹے میں ہیں کہ آپ کو بے اختیار گورنر[illegible] کی بجائے زیادہ سے زیادہ اوقات میں اللہ اللہ کر[illegible] زیب دیتا ہے، آپ کے پاؤں قبر میں ہیں۔ کچھ پت[illegible] نہیں فرشتۂ اجل کب آجائے۔ آپ نے زندگی بھر جو کچھ[illegible] کیا اب اس پر رونے کی ضرورت ہے، اترانے کی نہیں[illegible] بشرطیکہ خدا آپ کو توفیق دے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

گذشتہ دنوں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ پچاسی سال کی عمر[illegible] میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون[illegible] مولانا موصوف کی تمام عمر خدمت دین اور درس و تدریس میں گذری۔ آپ بلند پایہ دینی و علمی کتابوں کے مصنف تھے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے زیر نگرانی اعلاء السنن ایسی عظیم کتاب اٹھارہ جلدوں میں لکھی۔ آپ عملی سیاست سے بہت کم دلچسپی رکھتے تھے

گذشتہ الیکشن کے موقعہ پر بعض سیاسی مہروں نے پیرانہ سالی کے باوجود سیاسی میدان میں لا کھڑا کیا۔ مولانا بادل نخواستہ چند دن ان کے ساتھ چلے، لیکن جونہی حقیقت حال سے آگاہ ہوئے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں یکسو ہو کر منہمک ہو گئے۔ تادم واپسیں ٹنڈو اللہ یار کے مدرسہ شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز رہے۔ قحط الرجال کے اس دَور میں اس قسم کے جید علماء اپنے بعد کبھی نہ پُر ہونے والا خلا چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

آئندہ شمارہ عید قربان
کی تعطیلات کی وجہ سے
شائع نہ ہوگا
(ادارہ)

مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

دینی احکام ومسائل

مسائل قربانی

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت

صحیح بخاری میں بواسطہ حضرت ابن عباس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

ما من ایام العمل الصالح
فیھن احب الی اللہ من ھذہ
الایام العشر قالوا یا رسول اللہ
ولا الجہاد فی سبیل اللہ
قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ
قالوا ولا الجہاد فی سبیل اللہ
قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ
رجل خرج بنفسہ ومالہ
فلم یرجع من ذالک بشیٔ

کسی زمانہ کی عبادت ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی عبادت سے افضل نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہاد بھی افضل نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا! ہاں جہاد کو بھی وہ فضیلت حاصل نہیں۔ جو اول عشرہ ذی الحجہ کی عبادت کو ہے۔

صحابہ کرامؓ نے پھر پوچھا۔ حضورؐ نے پھر بھی ارشاد فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ کی عبادت سے جہاد بھی افضل نہیں۔ الّا یہ کہ وہ شخص ہے۔ جو اپنی جان اور مال لے کر جائے اور کچھ واپس نہ لائے۔

اور ابوعوانہ اور ابن حبان نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے۔

ما من ایام افضل من عشر ذی الحجۃ

ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ عشرہ رمضان سے افضل ہے۔ چنانچہ بعض علماء سلف اس کے قائل بھی ہو گئے۔ مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں دونوں عشروں کی فضیلت میں تطبیق دے دی۔ مولانا لکھتے ہیں کہ عشرہ رمضان کی راتیں افضل ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان میں شب قدر ہے۔ اور عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان میں عرفہ کا دن ہے۔ بہرحال اس بے حد وحساب فضیلت کو تو ملاحظہ کیجئے کہ عشرہ ذی الحجہ عشرہ رمضان سے ہمسری کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شریعت غرا کے متبعین پر اس کی عظیم الشان فضیلت کا کچھ اثر نہ ہو اور اس سے ان کا انتفاع حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔

مسائل:۔ تکبیر تشریق یہ نویں ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد علی الاتصال شروع ہوتی ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

۲۔ تکبیر امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے۔ اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ بغیر امام کے انتظار کے فوراً تکبیر کہہ دیں (۳) یہ تکبیر عورتوں اور مسافروں پر واجب نہیں۔ الا اس صورت میں کہ جب یہ ایسے امام کے مقتدی ہو جائیں۔ جس پر تکبیر واجب ہے (۴) یہ تکبیر بلند آواز سے کہنی چاہیئے (۵) نماز عید کے بعد بھی یہ تکبیر با آواز بلند پڑھنا واجب ہے۔ (۶) بے جماعت نماز فرض نماز کے بعد اور گاؤں میں عورتوں اور مسافروں پر گو یہ تکبیر واجب نہیں۔ لیکن اگر کہہ لیں تو بہتر ہے۔

طریقۂ نماز

عید الضحیٰ کی نماز کی نیت،

ان اصلی رکعتی الواجب صلوٰۃ
الاضحیٰ ست تکبیرات واجبہ

کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللّٰھم پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنا توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر پڑھے اور پھر حسب دستور رکوع وسجدے کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں الحمد و سورۃ پڑھ کر تین تکبیر بطریق سابق کہے۔ مگر پہلی

تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے ۔

عیدالاضحیٰ کے احکام

۱۔ عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کھانا کھانا غیر مسنون ہے ۔ ۲۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا مسنون ہے ۔ ۳۔ عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی اور سویرے پڑھنا مسنون ہے ۔ ۴۔ عیدالاضحیٰ میں تکبیر بلند آواز سے پڑھنا سنّت ہے ۔ عیدگاہ میں پیادہ پا جانا سنّت ہے ۔

قربانی کے فضائل

قربانی کی فضیلت خود قرآن مجید سے جابجا ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے قربانی کی بابت دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے اور اس کے ہر بال کے عوض میں ثواب ملتا ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ قربانیاں قیامت کے دن پل صراط پر تمہاری سواریاں بنیں گی ۔ قربانی کی تاکید میں جس قدر احادیث ہیں ان سب میں سے سب سے زیادہ قابل لحاظ وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ احمد حاکم اور نفع العجاجہ میں منقول ہے کہ جو شخص قربانی کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے ۔

قربانی کے مسائل

۱۔ قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو اور عاقل بالغ ہو ۔ (۲) نابالغوں، مسافروں اور ان غریبوں پر جو صاحب نصاب نہ ہوں قربانی واجب نہیں ۔ (۳) باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اگر قربانی کر دے تو بہتر ہے ورنہ کچھ حرج نہیں ۔ (۴) قربانی ایک سال سے کم عمر کی بکری اور دو سال سے کم عمر گائے اور پانچ سال سے کم عمر کے اونٹ پر درست نہیں ۔ بھیڑ اور دنبہ بکری کے حکم میں ہے ، بھینس ، بیل گائے کے حکم میں ہے ، دنبہ اگر چھ ماہ کی عمر میں اتنا فربہ ہوگیا ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے ۔ (۵) جنگلی جانوروں کی قربانی درست نہیں (۶) بکری ایک آدمی کی طرف سے ۔ گائے سات آدمیوں اور اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے ۔ بشرطیکہ سب کی نیّت تقرب الی اللہ ہو ورنہ ایک شخص کی نیّت کی فتور سے شرکاء کی قربانی ناجائز ہوگی ۔ (۷) جس قربانی میں قیمت زیادہ خرچ ہو وہی افضل ہے ، (۸) قربانی کے لیے فربہ جانور لینا مسنون ہے ۔ (۹) اس جانور کی قربانی جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو ، لنگڑا ہو (اتنا کہ مقام قربانی تک نہ جاسکتا ہو ۔ اور وہ جانور جس کے کان یا دم یا تھن وغیرہ کا اکثر حصّہ کٹا ہوا ہو اور وہ بیمار جانور جس کی صحت کی امید نہ ہو درست نہیں ، خصی جانوروں کی قربانی بھی ہو سکتی ہے ۔ ابو داؤد)

(۱۰) قربانی کے لیے تین دن ہیں ، دسویں گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ ، مگر دسویں تاریخ افضل ہے ۔ رات کو قربانی کرنا مکروہ ہے ۔ شرکا ، قربانی گوشت تول کر تقسیم کریں ۔ قربانی کے گوشت کے تین حصّے کر دیے جائیں ایک حصّہ محتاجوں کو دیا جائے ۔ ایک حصّہ اپنے دوست و احباب میں تقسیم کریں اور ایک حصّہ اپنے لیے رکھ لیں ۔

قربانی کے جانور سے کام لینا مکروہ ہے ۔

قربانی کی کھال اور جھول کو بیچ کر خیرات کر دینا چاہیے یا اس کی کھال سے کوئی چیز اپنے استعمال کے لیے بنوالیں ۔ قصاب کی اجرت اپنے پاس سے دینی چاہیے ۔ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے اگر ان کو میعاد کے اندر کوئی جانور نہ ملے یا کسی اور وجہ سے وہ قربانی نہ کر سکیں تو وہ قیمت خیرات کر دینی چاہیئے ۔ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے ان کو مستحب یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ سے ناخن اور بال وغیرہ کے ترشوانے سے پرہیز
دسویں ذی الحجہ کو بعد قربانی ناخن وغیرہ
قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے ۔ اور اگر
کو اپنا قائمقام کرے تو یہ بھی درست
بھی قربانی کر سکتی ہے (فتح الباری)، اگر قربا
کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کو بھی ذبح ک
عرفہ کے روزہ رکھنے سے فض
بہت وارد ہوئے ہیں ۔ ایک حدیث میں
کہ جو شخص عرفہ کو روزہ رکھے گا ۔ اس سے
سال آگے کے اور ایک سال پیچھے کے
معاف ہو جائیں گے (مسلم، ابوداؤد، ابن

قربانی کا طریقہ

جانور کو قبلہ رو داہنے پہلو پر لٹا کر ا
اس کے رخسارے پر رکھے اور تیز چھ
بسرعت اس کو ذبح کر دے ، اور ذبح کر
یہ دعا پڑھتا جائے ۔

انی وجهت وجهی للذی فطر ال
والارض حنیفا وما انا من المشرک
انّ صلواتی ونسکی ومحیای
ومماتی لله رب العالمین لا
امرت وانا من المسلمین اللهم تق
منی کما تقبلت من خلیلك ابرا
علیه السلام ومن حبیبك محمّد
صلی الله علیه وسلم ۔

تحصیل شجاع آباد

ادبیہ شہر شہر سے

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل شجاع آباد کا اجلاس قا
نظام الدین کی زیر صدارت جلال پور پیروالہ میں منعقد ہ
جماعتی تنظیم کے لیے ایک پروگرام مرتب ہوا جس
میں طے پایا کہ ضلعی عہدیدار تحصیل شجاع آباد کا دورہ کریں
اتفاق رائے سے درج ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں

۱۔ شجاع آباد تا جلالپور پیروالہ سڑک کی مرمت کرائی جائے ۔
۲۔ جلال پور پیروالہ میں سینما بنانے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ مجوزہ جگہ کے قریب گرلز سکول کا ہوسٹل بنانا ہے ۔
۳۔ مہنگائی ختم کی جائے اور عوام کو روزگار مہیا کیا جائے ۔

مولانا عبدالرشید ۔ احسن المدارس

(قسط ۱)

امن عالم اور تعلیمات قرآن

اسلامیان عالم کے لیے انتباہ

آج جس قدر امن کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل کبھی انسان کو امن کی اتنی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور امن انسان کی سب سے مقدم اور اہم ضرورت ہے دیگر جملہ انسانی نعمتیں امن کے تابع ہیں۔ اگر امن نہ ہو تو جتنی ترقیات انسان نے کی ہیں سب عبث و ہیچ ہو کر رہ جاتی ہیں، کیونکہ جب انسان کی زندگی ہی خطرے میں ہو تو دنیاوی لذات بے مزہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

بَدامنی کی وُجُوہ

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم ان تعلیمات قرآنیہ سے دور ہو گئے ہیں جنکے بجالانے کا ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حکم دیا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جو میرے بعد تمہاری رہنمائی کر سکیں گی۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ کتاب تو قرآن مجید ہے جس کو ہر انسان اگر سمجھنا چاہے تو خود پڑھ سکتا ہے اور بخوبی سمجھ سکتا ہے یہ کسی خاص گروہ و قوم کا وظیفہ نہیں ہے اور سنت سے مراد آپ کے صحابہ کرام اور پیروکار ہیں جنہوں نے حضورؐ سے قرآن سیکھا اور قرآن پاک کے احکام پر عمل کرنے کے طریقے سیکھے۔ یہ کتاب اور طریقے انہی کی وساطت سے ہم لوگوں کو نسلاً بعد نسلاً چودہ سو برس سے گذرتے ہوتے پہونچے ہیں۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے آج ہم ان احکام کی اصل روح کو کھو بیٹھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس دور جدید میں بھی عالمی مظالم کی جو قوم سب سے زیادہ شکار ہے وہ مسلمان قوم ہے، باطل کی تمام قوتیں ان کی ذہنی، سیاسی، اخلاقی اور دینی تباہی میں مصروف عمل ہیں اور وہ ہر لمحہ ان کے فتنوں کا شکار ہے۔ افسوس ہے کہ اس قرآنی تعلیم سے بُعد وافتراق نے اب یہ صورت پیدا کر دی ہے کہ فرانس کے ایک سابق وزیر خارجہ نے وہاں کی ایک مذہبی کانفرنس میں کہا کہ مسلمانوں کے قلوب سے مذہبی اثرات کو زائل کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلم عورتوں کی تعلیم و تربیت یورپی مذاق و مغربی رنگ میں کی جائے۔ اس طرح اسلامی نسل بہت جلد مذہبی اثر اور دینی جذبہ سے آزاد و سبکدوش ہو جائے گی اور مسیحی پان ازم اسلام ازم کے خوف سے محفوظ رہیں گے (المؤید قاہرہ) گویا یورپی دنیا آکل و ماکول میں تقسیم ہے۔

مسلمان ماکول اور باقی سب قومیں آکل ہیں۔ گویا مسلمان باطل قوموں کے لیے خوراک و غذا بن گئے ہیں، جیسے حدیث میں آتا ہے: **ستداعی بکم الامم کما تداعی الاکلة الی قصعتة**۔ یعنی دیگر امتیں مل کر تم کو اس طرح کھانے لگیں گی جیسے کھانے والے کاسے اور رکابی کا طعام کھائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ ہماری تعداد کم ہو گی! یارسول اللہ! جو دیگر قومیں ہمیں کھا سکیں گی۔ فرمایا نہیں تم تعداد میں بہت زیادہ ہو گے، لیکن **غثاء کغثاء السیل** تم کمزوری کی وجہ سے سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یہ کمزوری کیوں ہو گی؟ فرمایا۔ مال کی محبت اور موت کو مکروہ جاننے کی وجہ سے چودہ سو سال پیشتر اپنی تعلیمات قرآنیہ پر عمل کرنے والے مال کو ہیچ جاننے والے، جہادی موت کو تمغہ سمجھنے والوں نے محض چالیس سال کے مختصر عرصہ میں اپنی کمی تعداد اور کم مائگی کے باوجود دنیا کی بڑی طاقتوں، روم اور ایران کی سلطنتوں کو اپنے زیر نگیں کیا اور پھر جلد ہی سارے عالم پر چھا گئے اور تقریباً دس گیارہ صدیوں تک دوسری قوموں کے رہنما بنے رہے تو کیا آج جب کہ ہم مسلمان جو اسی کروڑ نفوس کی تعداد رکھتے ہیں دوسری اقوام عالم کے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اگر اب تک نہیں بڑھ سکے تو کیوں؟ —— اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب ہم قرآنی احکام کے سچے پیروکار تھے تو ہمیں ترقی حاصل ہوتی اور قرآن نے اپنوں کے رگ و خون میں اپنے بارہ میں جس قدر احترام و ادب کا جذبہ پیدا کیا۔ اس کا اندازہ حضرۃ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس معمول سے ہوتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد قرآن کو بوسہ دیکر فرماتے تھے کہ یہ خدا کا منشور قابل ادب و احترام (قانون) ہے جو اس نے اپنے بندوں کے نام بھیجا ہے۔ قرآن کریم کے تقدس نے ذلیل کو عزیز اور صغیر کو کبیر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا عامل بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ ہی کے بلانے پر ایک سفر میں مقام عسفان پر دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت نافعؓ سے دریافت کیا کہ مکہ مکرمہ میں اپنا جانشین کس کو بنا کر آئے ہو؟ نافعؓ نے کہا ابن ابزیٰ کو۔ خلیفہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ نافعؓ نے کہا کہ وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مکہ جیسے مرکزی شہر میں ایک مولیٰ کی خلافت اور جانشینی کیسی؟ تو حضرت نافعؓ نے فرمایا: **انہ عالم بکتاب اللہ و عالم بالفرائض** چنانچہ اس انتخاب پر فاروق اعظم خوش ہوئے اور اس کی تائید میں فرمایا: **الا ان نبیکم قال ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین**۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کسی قوم کو عزت دیتا ہے اور کسی کو ذلت۔ یعنی جس نے اپنا تعلق قرآن سے پیدا کیا وہ معزز ہوا اور جس نے رخ موڑا



معاہدہ تاشقند سے معاہدہ شملہ تک

محمد طیب ہارونی

پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کہ ہر لیڈر سیاسی افق پر چمکنے سے قبل عوام کو عجیب و غریب نعرے دیتا ہے۔ اور اتنے کثیر وعدے کرتا ہے۔ جیسا کہ اس کی تحویل میں زمین کے خزانے ہیں۔ اور برسر اقتدار آنے پر یہ ہر طرف دودھ کی نہریں بہا دے گا۔ خوش حالی اور فارغ البالی کا دور دورہ ہوگا بھوک ننگ بیماری، غربت اور جہالت کے گرداب میں پھنسی ہوئی قوم ان نعرہ باز لیڈروں کو اپنے تمام امراض کا مسیحا سمجھ کر ان کے گرد جمع ہوتی رہی۔ مگر ہر دفعہ اس نامراد قوم کو خفت اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا یہ لیڈر قوم کے درد کا درماں ہونے کی بجائے سرطان ثابت ہوئے۔ اور قوم کے جذبات کا ہمیشہ مذاق اڑاتے رہے۔

اپنے پیش روؤں کی متابعت میں مسٹر بھٹو نے بھی انہی شاطر و فریب کار افراد کی راہ کو مفید مطلب اور راہِ ثواب خیال کرتے ہوئے میدان سیاست میں قدم رکھا۔

ایوب آمریت کے آٹھ سالہ دور میں محترم بھٹو صاحب خاصی شہرت دوام حاصل کر چکے تھے۔ خصوصاً ۱۹۶۵ء کے عین جنگ کے موقع پر یو۔ این۔ او۔ میں مسٹر بھٹو کی تقریر نے انہیں کافی حد تک عوامی حلقوں میں متعارف کرایا۔ معاہدہ تاشقند بھی اس سلسلے میں مفید ثابت ہوا۔ پوری قوم اس معاہدہ کے خلاف جذبات رکھتی تھی کیونکہ ہماری قوم کے جذبات بھارت کے معاملے میں ہمیشہ متحاربانہ رہے ہیں۔ قوم یہ قطعاً برداشت نہ کر سکتی تھی کہ بھارت سے جھک کر صلح کی جائے۔ ان حالات میں مسٹر بھٹو موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے قوم کے پاس آنے کا سہل اور آسان طریقہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ کونسا راستہ تھا جس پر چلتے ہوئے وہ تیزی سے منزل مقصود تک پہنچے وہ صرف اور صرف بھارت کی دشمنی کا اظہار۔ دھمکی آمیز تقاریر۔ ایک ہزار سال تک جنگ کرنے کے دعوے۔ خالی خولی نعرے۔ معاہدہ تاشقند کے سلسلے میں افشاء راز کا اعلان آج آج تک نہ ہو سکا۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھارت بری طرح پٹ چکا تھا۔ قوم کے دل و دماغ کی سرزمین بھارت دشمنی کے لیے ہموار تھی۔ مسٹر بھٹو نے ہزار سال تک جنگ کرنے کے عزائم دہرانے شروع کر دیئے۔ آخر وہ رائے عامہ اپنے حق میں ہموار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حتیٰ کہ انتخابات میں وہ پنجاب اور سندھ کی قسمت کے واحد مالک بن بیٹھے۔

انتخابات کے بعد مسٹر بھٹو نے جو رویۂ عمل اختیار کیا اس کے نتیجے میں ملک دو نیم ہو گیا۔ ملک کی اکثریتی پارٹی کے نمائندے شیخ مجیب سے محاذ آرائی شروع کر دی یحییٰ خاں سے مسلسل ملاقاتیں ہونے لگیں۔ کبھی یحییٰ خاں میزبان ہوتے اور مسٹر بھٹو مہمان۔ کبھی مسٹر بھٹو میزبان ہوتے اور یحییٰ خاں مہمان۔ نتیجہ جو کچھ ہوا وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں۔

یحییٰ خان کے ذلت آمیز زوال کے بعد مسٹر بھٹو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے بچے کھچے پاکستان کی قسمت کے مالک بن گئے۔ جو بقول بھٹو صاحب قائد اعظم کا پاکستان نہ تھا بھٹو صاحب کا پاکستان تھا۔ ۱۹۴۷ء کا پاکستان نہ تھا ۱۹۷۱ء کا پاکستان تھا۔ مسلم لیگ کا پاکستان نہ تھا پیپلز پارٹی کا پاکستان تھا۔ یہ پہلا عوامی مارشل لاء تھا۔ اور مسٹر بھٹو پہلے عوامی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان کی تاریخ میں نہیں۔ پوری دنیا کی تاریخ میں۔

جمعیۃ علماء اسلام اور نیپ اگر مارشل لاء کے خلاف میدان عمل میں نہ آتیں تو شاید یہ عوامی مارشل لاء کب تک ملک میں مسلط رہتا۔ بحالی جمہوریت کی جدوجہد میں بھی دیگر پارٹیوں کی تگ و تاز سے انکار نہیں لیکن اسے کون جھٹلا سکتا ہے کہ ملک سے مارشل لاء کی لعنت کا خاتمہ صرف اور جمعیۃ اور نیپ کی کوششوں کا مرہونِ منت ہے

عوامی حکومت کے سربراہ جو انتخابات سے پہلے ایک ہزار سال تک جنگ کرنے کے دعوے اور معاہدہ تاشقند کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ اقتدار میں آنے کے بعد بھارت سے جنگ نہ کر سکے اور معاہدہ شملہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔

معاہدہ شملہ کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو واضح طور پر سامنے آجاتا ہے کہ معاہدہ شملہ معاہدہ تاشقند کی صدائے بازگشت ہے۔ اس معاہدے میں جس طرح گر کر صلح کی گئی ہے وہ انتہائی فروتر ہے جس طرح سے ایوب خاں نے تاشقند جا کر لال بہادر شاستری کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔ بالکل اسی طرح مسٹر بھٹو نے بھارت جا کر لال بہادر شاستری کی جانشین مسز اندرا گاندھی سے ہار مان لی۔

ہر دو خفیہ معاہدوں سے عوام آج تک بے خبر ہیں

مرسلہ:- احمد حسین کمال

صیہونیت کا تاریخی پس منظر

آپ نے یہ مثل تو ضرور سنی ہوگی کہ "چمڑی جائے دمڑی نہ جائے" اور شاید یہ بھی سنا ہوگا کہ بستر مرگ پر پڑے ہوئے ساہوکار نے جب یہ سنا کہ ڈاکٹر کو بلوانے اور علاج معالجہ میں زیادہ خرچ آتا ہے بہ نسبت تجہیز و تکفین کے تو گھبرا کر اپنے خزانچی سے بولا "علاج رہنے دو منیم جی مرجانے میں زیادہ فائدہ ہے" ممکن ہے آپ اسے لطیفہ سمجھ لیں۔ مگر سرمایہ دارانہ ذہنیت اور انداز فکر کو دیکھیں تو عین حقیقت ثابت ہوگا برسہا برس سے یہودی قیادت کا مزاج یہی ہے۔ اور صیہونیت کے شاعرانہ ڈھونگ کی تہہ میں بھی اِس کی کارفرمائی ہے۔

بظاہر صیہونیت اور اس کی قدامت کی کہانی مذہبی جنون کی تسکین اور فلسطین واپسی کے لئے گھڑی گئی ہے۔ مگر حقائق بتاتے ہیں کہ اس کی اصل موجد زر پرستی اور سرمایہ داری ہے۔

یہودیوں کی پہلی بین الاقوامی کانفرنس جس میں عالمی صیہونی تنظیم کا ڈول ڈالا گیا۔ اگست ۱۸۹۶ء میں بیسل میں ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد اس تنظیم نے یہودی سرمایہ کاری ٹرسٹ قائم کیا جو صیہونیت کا ایک بین الاقوامی بظاہر بے ضرر تجارتی ادارہ تھا۔ مگر جلد ہی عالمی صیہونی تنظیم نے پر پرزے نکال لیے۔ اور اپنی ساری سرگرمیاں اس مفروضے پر مرکوز کر کے ایک یہودی مملکت کے قیام کے لیئے وقف کر دیں کہ ہزار ہا سال سے یہودی یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ ایک نہ ایک دِن انہیں اپنے قدیمی وطن فلسطین واپس پہنچ کر اپنی ایک آزاد خودمختار مملکت قائم کرنی ہے

صیہونیت کے اہم مبلغ، برطانیہ کے ایک یہودی محقق، پروفیسر نارمن بینٹوچ۔ جس نے فلسطین کے بارے میں بہت لکھا (اگرچہ خود برطانیہ ہی میں سکونت کو ترجیح دی) یہ قیاس پیش کیا کہ "صیہونیت کا تصور کم از کم اتنا ہی قدیم ہے جتنی یہودیوں کی غلامی جو بخت نصر (نبوخذ نزار) کے عہد میں شروع ہوئی جب اُس نے ہیکل سلیمان کو منہدم کر کے یہودیوں کو غلام بنا یا تھا۔"

صیہونی تاریخ کا ایک برطانوی لوہر ہارڈ مورلے ساشر لکھتا ہے کہ "صیہونی محض زندہ در گوروں کی ایک فردوس موہوم نہ تھی بلکہ دنیا کے ہر خطے کے یہودیوں کی دلی آرزو تھی۔"

ایک اور مشہور صیہونی دانشور سوکولو کے مطابق "صیہونیت ہزار ہا سال پرانی آرزو ہے جس کے لیئے ہماری قوم کے بہترین دماغ ہمیشہ کوشاں رہے۔ شدائد سہتے اور قربان ہوتے رہے"۔ ایک امریکی صیہونی لیڈر جسٹس۔ ل۔ برانڈیس بھی اِس کی تائید کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے "ہیکل سلیمانی کی تباہی کے تقریباً دو ہزار برس پہلے ہی سے اَب تک فلسطین ہی ہر یہودی کا مرکز آرزو ہے۔

مندرجہ بالا قسم کے حوالہ جات، انسائیکلو پیڈیا، تحقیقی مقالات اور علمی مباحثوں کے ذریعے مدت دراز سے نسل در نسل منتقل ہوتے رہے ہیں۔ بہر کیف عام پروپیگنڈے کے مطابق کم از کم اتنی بات ضرور سامنے آتی ہے کہ ہر یہودی کی سب سے بڑی آرزو ایک یہودی مملکت کا قیام ہی رہی ہے۔

چلیئے فی الحال ہم مندرجہ بالا اور اسی قسم کے دیگر بیانات کو نظر انداز کر دیں۔ اور ۱۸۹۷ء کی صیہونیت کی روشنی میں فرض کر لیں کہ اپنے دعوے کے مطابق وہ واقعی ایک نظریاتی سیاسی اور مالیاتی تنظیم تھی، جس کا مقصد ایک آزاد یہودی مملکت کا قیام تھا۔

اَب ذرا یہودی ساہوکاروں کی ہوس زر کی روشنی میں فلسطین اور اس کے گرد و پیش پر بھی نظر ڈالیئے ایک لق و دق بے برگ و گیاہ صحرا، ریت کے تودوں اور بلند و پست ٹیلوں یا چھوٹے چھوٹے چند نخلستانوں کے علاوہ وہاں دھرا ہی کیا ہے عقیدت اور جذباتیت کی روایت کو علیحدہ رکھ دیجیئے اور یہودی سرمایہ داروں کی زرپرستی اور سودخوری کی روشنی میں دیکھیئے تو وہاں یہودیوں کے لیئے کوئی کشش نظر نہیں آتی۔ فلسطین لالچی یہودیوں کی حرص و آز کی آگ بھی نہیں بجھا سکتا جبکہ دنیا کے بہت سے اور بے حد زرخیز اور منافع بخش علاقوں میں ان کا کاروبار زوروں پر ہے۔ اور ان کے پاس دولت کی وہ فراوانی ہے کہ تنہا ان کا روتھ شائلڈ بینک ہی دس فلسطینوں پر بھاری ہے۔

مسئلہ صرف یہودی مملکت کے قیام کا ہی تھا۔ تو آخر فلسطین ہی کو کیوں مرکز نگاہ بنایا گیا یہودی تو اور بھی بہت سے علاقوں سے نکالے گئے تھے۔ پھر آخر صیہونیت کی قدامت کا ڈھونگ رچا کر فلسطین واپسی کی دیرینہ آرزو کا پروپیگنڈا کیوں کیا گیا؟

فرض کیجیے فلسطین کی واپسی ہی یہودیوں کی آرزو تھی۔ تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ صیہونیت چھٹی صدی عیسوی کی پیداوار ہے یا آج کی؟

بات دراصل یہ ہے کہ صیہونیت کی قدامت کی روایت گذشتہ صدی کے اواخر میں بعض خاص مقاصد کے لیے گھڑی گئی۔ حقائق ثابت کرتے ہیں کہ اس افسانے کو گھڑنے اور ہوا دینے میں بعض سرمایہ دار ممالک کا ہاتھ ہے۔ جو اپنے خاص مقاصد کے حصول کے لیے فلسطین کو اپنی نوآبادی بنانے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ بعض اسباب اور روایات کی بنا پر ان کی نظر میں اس کام کے لیے یہودیوں سے زیادہ موزوں کوئی قوم نہ تھی۔

ظاہر ہے کہ نوآبادی کا قیام دو باتوں پر منحصر تھا پہلی بات یہ کہ یہودیوں کی ایک بڑی تعداد فلسطین جا کر آباد ہونے پر راضی ہو جائے اور دوسری یہ کہ کسی بڑی طاقت کی فوجی امداد و تعاون۔ موخرالذکر کام تو سرمایہ دار ممالک کا خود اپنا کام تھا، پہلا کام صیہونیت کی قدامت کے پروپیگنڈے سے لیا گیا۔ اور جذبات عقیدت کو بھڑکا کر ساری دنیا کے یہودیوں کو فلسطین جانے پر اکسایا گیا۔ اس لیے اس پروپیگنڈے میں سرمایہ دار ممالک کا پیسہ خود یہودیوں سے بھی پیش پیش تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود یہودی رہنما جو سیاست اور بنکاری میں اتنے ماہر ہیں۔ سرے سے بے وقوف تو نہ تھے کہ انہوں نے یقین کر لیا کہ سامراجی ان کی ذاتی اغراض اور مذہبی جنون کی بے لوث حمایت فرمائیں گے۔ پھر آخر وہ اس سازش کا شکار کیسے بن گئے؟

اس کا جواب آسان ہے۔ اور وہ یہودیوں کی زرپرستی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یہودی عوام کی ساری سیاست پر ہمیشہ ان کا متمول اور سرمایہ دار طبقہ ہی حاوی رہا ہے اور فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام میں سرمایہ دار ممالک کے مفادات کے ساتھ خود یہودی سرمایہ داروں کا مفاد بھی شامل تھا۔ مذکورہ بالا تجزیے کے ایک پہلو کو ذرا عالمی صیہونیت تنظیم کے بانی ناہم سوکولوف کے ۱۹۰۰ء کے بیان کی روشنی میں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہتا ہے "ہمارے کتاب میں ہم سے جو اپنے آبائی وطن واپسی کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ...... ان معاصر طاقتوں کے سیاسی منصوبے سے بھی ہم آہنگ ہے۔ جو ایشیا میں کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں" سرمایہ دار ممالک کی یہ کوشش کتنی پرانی ہے۔ اس کا اندازہ درج ذیل حقائق سے ہوتا ہے۔ فلسطین کو یہودی نوآبادی بنانے کی پہلی ناکام کوشش ۱۷۹۹ء میں نپولین بونا پارٹ نے کی۔ جو دنا ہم سوکولوف کے بیان کے مطابق نپولین کی ساری کوششیں اس لیے ناکام ہو گئیں کہ "یہودیوں میں اس بات پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا کہ فلسطین میں انہیں دولت کمانے کے خاطر خواہ وسائل نہ مل سکتے تھے۔ اور اسی لیے انہوں نے وہاں جانا پسند نہ کیا"

اگر فلسطین ہی ان کی آرزوں کی آماج گاہ تھا تو اس وقت وہ جذبہ عقیدت کہاں ہوا ہو گیا؟

نپولین کی اس تجویز سے ذرا ہی قبل فرانس میں ایک گمنام خط شائع ہوا جسے ایک یہودی نے اپنے کسی دوست کو لکھا تھا۔ "اگر فرانس ہماری آبادکاری کا خواہاں ہے تو ہم جنوبی مصر میں آباد ہونا چاہتے ہیں وہ علاقہ جو طرابلس سے بحر مردار تک اور اس کے جنوب سے بحیرۂ احمر تک پھیلا ہوا ہے"۔ گمنام مکتوب نگار نے اس علاقے کے انتخاب کی وجوہات بھی بتائی تھیں۔ جن کی اصل بنیاد وہی زرپرستی تھی "اس طرح ایک طرف بحیرۂ احمر پر قابض ہو کر ہندوستان اور عرب کی تجارت پر قابض ہو جائیں گے۔ اور دوسری طرف جنوبی اور مشرقی افریقہ حبش اور سوڈان جیسے مالدار ممالک ہمارے تصرف میں ہوں گے جنھوں نے حضرت سلیمان کو اتنا سونا اور ہاتھی دانت دیا اور اتنے جواہرات دیے کہ ان کے خزانے معمور ہو گئے۔" ظاہر ہے کہ اس خط میں یہودی مفادات میں فرانس کو بھی شامل کر لیا گیا تھا کہ اس طرح فرانس کو بھی بے حد مالی فائدہ ہوگا

سوکولوف نے بھی اعتراف کیا ہے کہ "یہ خط اس وقت کے فرانس کے با اقتدار حلقوں کے ایما پر ہی شائع کیا گیا تھا"۔ یہاں بھی آرزوئے فلسطین کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

۱۸۴۱ء میں سلطنت ترکی کے انحطاط سے فائدہ اٹھا کر یورپی نوآبادیاتی طاقتوں نے شام کے مستقبل کا مسئلہ اٹھایا جو اس وقت مصری فوجوں کے قبضے میں تھا۔ اسی زمانے میں ٹائمز نے پانچوں اتحادی قوتوں کی سرپرستی میں "شام میں یہودیوں کی بحالی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا۔ جس میں یہودیوں کو ان کی آبائی سرزمین پر آباد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

ٹائمز حکومت برطانیہ کا سرکاری ترجمان تھا۔ پانچوں طاقتوں کی بات تو مصلحتاً کی گئی تھی۔ مگر دراصل منشا کیا تھا وہ ظاہر ہے۔

ایک اہم برطانوی مدبر ارل آف شیفٹسبری نے ۲۵ ستمبر ۱۸۴۰ء کو وزارت خارجہ کے سکریٹری کو ایک خط میں لکھا "اس وقت اشد ضرورت ہے کہ شام کو برطانوی مقبوضہ بنا لیا جائے۔ اس کے لیے سرمایہ اور افرادی قوت دونوں کی ضرورت ہو گی۔ مگر غیر اطمینان بخش حالات میں لوگ باسانی وہاں سرمایہ لگانا پسند نہ کریں گے۔ اسی لیے اگر ہم اس فلسطینی نوآبادی کے قیام کے پیش نظر یہودیوں کے وہاں واپس ہونے کے مسئلے کو ہوا دیں تو ہمارے مقاصد کی تکمیل کے لیے یہ سب سے آسان، سادہ اور سستا نسخہ ہوگا۔ اور یہ علاقہ از خود آباد ہو جائیگا"

ڈاکٹر ایڈورڈ رابنسن ۱۸۶۳ء نے اسی زمانے میں لکھا کہ "فرانس مدت سے رومن کیتھولک لوگوں کو تحفظ دے رہا ہے۔ روس بھی یونانی کلب سے گٹھ جوڑ رکھتا ہے۔ مگر کیا ترکی میں کوئی انگلستان کا ہمنوا بھی ہے"۔

بہر حال انگلستان نے مشرق وسطیٰ کے یہودیوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے فوراً ہی ایک ایکٹ پاس کر دیا اور ان کے تحفظ کا وعدہ کر کے یورپی یہودیوں کو اکسانا شروع کیا کہ وہ فلسطین جا کر آباد ہو جائیں۔

۲۵ جنوری ۱۸۵۳ء کو آسٹریلیا کے سابق گورنر اور نوآبادیاتی امور کے ماہر کرنل جارج گالر لیفٹیننٹ نے بیان دیا کہ قدرت نے انگلستان کو موقع دیا

ہے کہ وہ اپنے مفادات اور غیر ملکی تجارت کو فروغ دینے کے لیئے ہر ممکن کوشش کرے اور اب یہ انگلستان کا فرض ہے کہ فوری طور پر شام کی تعمیر نو اور بحالی کی طرف توجہ دے۔ اس مقصد کے لیئے جن لوگوں سے کام لیا جاسکتا ہے اور جن کی قوتیں بھرپور اور مستقل طور پر استعمال کی جاسکتی ہیں وہ اس سرزمین کے حقیقی فرزند بنی اسرائیل ہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ۱۸۵۷ء ہی میں برطانیہ کے یہودی ربی اعظم ڈاکٹر این ایڈلر نے سازش کو بھانپتے ہوئے حکومت کی اِس کوشش کی مخالفت کی اور فتویٰ دیا کہ یہودیوں کا مقدر خدا کے اختیار میں ہے جو کہتا ہے کہ "مشیتِ الٰہی جب چاہے گی سازگار ہو جائیگی اسے جھنجھوڑنے اور بیدار کرنے کی تمام کوششیں اِس کی خفگی کے مترادف ہیں۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا ایسے لوگوں کی تعداد بڑھتی گئی جو تقدیر پر قانع رہنے کے مخالف تھے اور "یہوواہ" کے کرم کو جھنجھوڑنے پر مصر تھے۔ ۱۸۶۶ء میں ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی کے بانی ہنری ڈیونانٹ نے مشرقی بین الاقوامی کمیٹی قائم کرنے کی تجویز پیش کی جس کا مقصد بنی اسرائیل کے تعاون سے فلسطین کی ترقی کے کام کو آگے بڑھانا تھا۔ اس نے زور دیا کہ "فرانس، انگلستان اور دوسری جگہ کے با اثر لوگوں (یہودیوں) کو اس منصوبے میں پیش پیش حصہ لینا چاہیئے۔" مگر فلسطین کا مشترکہ ملکیت بننا انگلستان کے مفاد میں نہ تھا۔ اسی لیئے ارل آف شیفٹسبری نے لکھا۔ "اس طرح شام تجارتی اہمیت اختیار کر جائے گا...... مگر کیا اِس تبدیلی کے بعد یہودیوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے گا؟ ان حقائق کے پیشِ نظر کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ انگلستان اس بحالی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ اگر شام میں انگلستان کے حریفوں کا اثر بڑھ گیا تو یہ انگلستان کے مفادات پر ایک کاری ضرب ہوگی۔"

عیسائی پادری ریورینڈ جیمس نیل نے بھی ۱۸۷۷ء میں اپنی کتاب "فلسطین کی نئی آبادکاری یا منتشر اسرائیلوں کی اجتماعیت" میں یہی مشورہ دیا ہے کہ "فلسطین کو شمالی امریکہ کی طرح برطانوی نو آبادی بنانے کے لیئے ضروری ہے کہ یہودیوں کو استعمال کیا جائے۔"

برطانوی وزیراعظم ہربرٹ اسکوئتھ نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ اس کا جانشین لائڈ جارج بھی اسی پالیسی پر کاربند رہا۔ وہ لکھتا ہے "فلسطین کی بحالی میں لائڈ جارج خصوصی دلچسپی لے رہا ہے اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسے یہودیوں، ان کے ماضی یا مستقبل کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں چاہتا کہ یہ مقدس مقامات...... ...... بے دین فرانس کے عمل دخل میں آجائیں"

بہرکیف ۱۸۷۰ء میں انگلستان میں شام و فلسطین نو آبادی سوسائٹی قائم کی گئی۔ تاکہ فلسطین اور اس کے نواحی علاقوں میں اچھے کردار والے افراد کو بسا کر کام کو آگے بڑھائے وہ یہودی ہوں خواہ عیسائی۔" صیہونیت کے جنم دینے کا سب سے مناسب موقع یہی تھا۔ بیسویں صدی کے اوائل میں صیہونی رہنما میکس نارڈاؤ نے غلط نہیں لکھا کہ "صیہونیت کا وجود نہیں ہے تب بھی برطانیہ عظمیٰ کو اسے ایجاد کرنا پڑے گا۔"

جیسا کہ ہم نے دیکھا عالمی صیہونی تنظیم کی بنیاد ۱۸۹۷ء میں پڑی۔ ۱۹۰۲ء میں "یہودی نو آبادی ٹرسٹ" قائم ہوا۔ جو ناہم سوکولو کے مطابق "صیہونی تحریک کا مالیاتی ادارہ تھا جس کا بڑا مقصد فلسطین اور ملحقہ ممالک کی صنعتی اور تجارتی ترقی تھی۔"

اسی ترقی پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ برطانیہ بڑے پرامن طریقے سے اپنے فنڈ اور مختلف ٹرسٹ کے ذریعے صیہونی تحریک کی ہمت افزائی کر رہا ہے۔ جب سیسل رہوڈس صرف دس لاکھ پونڈ سے ابتدا کر کے پچھتر لاکھ مربع میل رقبے کے ملک رہوڈیشیا پر قابض ہو سکتا ہے۔ برٹش نارتھ بورنیو کمپنی صرف آٹھ لاکھ پونڈ سے آغاز کر کے اکتیس ہزار مربع میل کے علاقے پر چھا سکتی ہے۔ اور برٹش ایسٹ افریقن کمپنی یہودی نو آبادی ٹرسٹ" جتنی رقم یعنی ۲۵ لاکھ پونڈ سے ابتدا کر کے ۲۰ لاکھ مربع میل رقبہ کی حکومت حاصل کر سکتی ہے۔ تو یہودیوں کے لیئے کیا مشکل ہے؟"

تاہم سوکولو کے غیر مبہم اور دوٹوک اعترافات کی روشنی میں صاف ظاہر ہے کہ صیہونیت کسی مذہبی تحریک کی حیثیت سے نہیں ابھری یا کم از کم کوئی عوامی اور عام پسند تحریک نہیں تھی بلکہ یہ سرمایہ داری کا کرشمہ تھا۔

اب ذرا "یہودی نو آبادیاتی ٹرسٹ" کے حصے داروں کو دیکھیئے۔ قریب قریب تمام تر حصص سرمایہ دار ممالک کے بڑے بڑے یہودی سرمایہ داروں کے ہیں۔ اسرائیل کے قیام میں ان کی دلچسپی کسی مذہبی جذبہ سے نہیں بلکہ تجارتی مفادات سے ہے۔ بہرکیف سرمایہ دار ممالک اور یہودی سرمایہ داروں کی ذاتی اغراض و مفادات ہی تھے جنھوں نے مملکتِ اسرائیل کو جنم دیا۔ اور یہ دونوں سازباز کر کے مذہب اور عقائد کے نام پر یہودی عوام کا جی بھر کے استحصال کر رہے ہیں۔ مگر اب عوام کی آنکھیں کھلنے لگی ہیں اور وہ سوچنے لگے ہیں کہ یہ کیسی بوالعجبی ہے کہ اسرائیل کا قیام اسرائیلی یہودیوں کی بہبود کے لیئے عمل میں آیا تھا۔ مگر دن رات محنت اور مشقت کرتے اور خون پسینہ ایک کرنے والے اور اپنی جانیں قربان کرنے والے یہودی عوام تو نان شبینہ کو محتاج ہوتے جا رہے ہیں اور غیر ملکی سرمایہ دار یہودیوں کی تجوریاں بھر رہی ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ اسرائیل میں سود خوری اور قرض کا کاروبار زوروں پر ہے؟ کس لیئے غریب عوام قرض میں جکڑے جا رہے ہیں اور دم مارتے بھی ڈرتے ہیں؟ اب وہ سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں کہ کیا صیہونیت محض ایک فریب تھا؟

امام راشد السید حسین احمد مدنی رح

کوچہ محبوب جل جلالہ کی طرف

کوچہ محبوب کی طرف عاشق کا سفر کرنا جس نے تمام اغیار کو ترک کر دیا۔ اور سچے عشق کا مدعی ہو۔ معمولی طریقے پر نہ ہوگا۔ نہ اس کو سر کی خبر ہوگی نہ پیر کی۔ نہ بدن کی زیب و زینت کا خیال ہوگا۔ نہ لوگوں سے جھگڑا اور نہ لڑنے کا ذکر فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ کہاں عشق، اور کہاں آپس میں جھگڑے اور کہاں لڑائیاں۔ کہاں قلبی اضطراب اور کہاں شہوت پرستی اور آرام طلبی، نہ سرمہ کی فکر ہوگی نہ خوشبو اور تیل کا دھیان۔ اس کو آبادی سے نفرت، جنگلی جانوروں اور جنگل سے الفت ہونی ضروری ہے۔

وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما۔ سیر و شکار جو بیکار ہے۔ ایسے عشاق اور مضطر نفوس کے لیے بے حد نفرت کی چیز ہوگی واذا حللتم فاصطادوا۔" اس کی تو دن رات کی سرگرمی، معشوق کی یاد اس کے نام کو جپنا۔ اپنے تن بدن کو بھلا دینا۔ دوست، احباب عزیز و اقارب، راحت و آرام کو ترک کر دینا، نہ نیند آنکھوں میں بھلی معلوم ہوگی۔ نہ لذائذ اطعمہ، اور خوشبودار اور خوشذائقہ اشربہ و البسہ کا شوق ہوگا۔

یدادی ھواہ ثم یکتم سرہٗ

ویخشع فی کل الامور ویخضع

جوں جوں دیارِ محبوب اور ایام وصال کی قربت ہوتی جائے گی۔ اسی قدر ولولہ اور فریفتگی اور جوش جنوں میں ترقی ہوتی رہے گی۔ ؎

وعدہ وصل چوں شود نزدیک

آتشِ شوق تیز تر گردد

اِن دنوں جوشِ جنوں ہے ترے دیوانے کو

لوگ ہر سُو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو

؎

نو بہار است جنوں چاک گریباں مدد ے

آتش افتاد بجاں جنبشِ داماں مدد ے

قریب پہونچتے ہیں تو (میقات پر) اپنے رہے سہے میلے کچیلے کپڑوں کو پھینک دیتے ہیں اِس وادئ عشق میں گریباں اور دامن سے کیا کام؟

ہم نے تو آپ اپنا گریباں کیا ہے چاک

اس کو سِیا سِیا نہ پھر کسی کو کیا

اگر غم ہے تو محبوب کا۔ اگر ذکر ہے تو معشوق کا۔ اگر طلب ہے تو پیا کی۔ اگر خیال ہے تو دلبر کا۔ ؎

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو!

عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا، جو ہو سو ہو!

کوچۂ محبوب میں پہونچتے ہیں تو اس کے در و دیوار کے اردگرد پوری فریفتگی کے ساتھ چکر لگاتے ہیں۔ سر چوکھٹ پر ہے تو دیواروں اور پتھروں پر!

امر علی الدیار دیار لیلیٰ

اقبل ذا الجدار وذا الجدارا

وما حب الدیار شغفن قلبی،

ولکن حب من سکن الدیارا

کسی نے اگر جھوٹی سی خبر دی کہ معشوق کا جلوہ فلاں جگہ نمودار ہونے والا ہے تو سر و پیر ہو کر دوڑتے ہوئے وہاں پہونچتے ہیں، نہ کانٹوں کا خیال ہے نہ راستہ کے پتھروں کی فکر۔ نہ گڑھوں میں گرنے کا خوف ہے نہ پہاڑوں کی سختیوں کا ڈر ہے مجنونِ بنی عامر کا سماں بندھا ہوا ہے۔ بدن میں اگر جوں ڈھیروں پڑی ہوئی ہیں تو کیا پرواہ ہے اہل عقل اور اہل زمانہ اگر پھبتیاں اڑاتے ہیں تو ک... شرم آتی ہے۔ ؎

جب پیت بھئی تب لاج کہاں

سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے

دکھ درد پڑے تو کیا چنتا

اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

اگر ناصح ناداں عشق سے روکتا ہے۔ تو آتش عشق اور بھڑک جاتی ہے۔ ناداں ناصح کو پتھر مارتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لیے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ ع

ناصحا امت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے۔

فومن احب لاعصینک فی الھوی

قسما بہ وبحسنہ وبھائہ

اے ملامت گر! اپنے محبوب کی ذات اور اس کے حسن و جمال کی قسم کھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ بسلسلۂ محبت میں ضرور تیرے حکم کی خلاف ورزی کرونگا۔

میرے محترم! یہ تھوڑا سا خاکہ حج اور عمرہ کا ہے۔

حجۃ الاسلام حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرّہٗ

معاصر تذکرہ نگاروں کی نظر میں

"ترجمانِ اسلام" کی اشاعتِ گزشتہ ۶ دسمبر میں اس مضمون کی قسطِ اوّل قارئین کرام کی نظر سے گزر چکی ہے۔ "حدائق الحنفیّہ" کے بعد تذکرہ "انوار العارفین" سے حضرت حجۃ الاسلام کا حال پیش خدمت ہے۔

انوار العارفین

مولّفہ: حافظ محمد حسین مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

اس تذکرے کا سنِ تالیف ۱۲۸۶ھ ہے۔ مطبع نولکشور لکھنؤ میں پہلی بار ۴، مارچ ۱۹۷۶ء میں طبع ہوا۔ کل صفحات ۶۶۸ سائز ۲۰×۲۶/۸ سرورق پر کتاب اور مولّفِ کتاب کا نام یوں مرقوم ہے۔ "این تذکرہ کاملین و مجموعۂ احوالِ واصلین مسمی بہ "انوار العارفین" تالیف عمدۂ بارگاہِ ربّ المشرقین حافظ محمّد حسین مرادآبادی"

آغازِ کتاب میں فاضل مولّف نے اپنا اسمِ گرامی یوں لکھا ہے۔

"فقیر حقیر کثیر التقصیر محمّد حسین بن حافظ محمّد مسعود کمترینِ مسترشدان قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولائی و مرشدی حضرت مولوی سیّد امانت علی حسینی چشتی۔ صابری قدوسی قدس سرہٗ"۔

موٴلف "انوار العارفین" اپنے مرشدِ گرامی کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ حضرت حافظ محمّد موسٰی مانکپوری قدس سرّہٗ کے اجلّۂ خلفاء میں سے تھے۔ حضرت حافظ صاحب مانکپوری رح کا سلسلۂ طریقت حسبِ ذیل ہے۔

حضرت حافظ محمّد موسٰی مانکپوری قدس سرہٗ از حضرت سیّد محمّد اعظم رح از حضرت سید محمّد سالم ترمذی رح
از حضرت سیّد شاہ میراں بھیک رح　از حضرت شاہ ابو المعالی انبیٹھوی رح　از حضرت شیخ داؤد رح
از حضرت شیخ محمّد صادق گنگوہی رح　از حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رح　از حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری رح
از حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رح　از حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوھی رح

فاضل مولّف کے تعارف کے بعد ہم اپنے مقصد کی طرف آتے ہیں۔ "انوار العارفین" کے ص۵۲۴ پر حضرت حجۃ الاسلام نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ فاضل مولّف نے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ بعض دوسرے بزرگوں کے احوال کے ضمن میں ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ انھوں نے مختصر مگر جامع الفاظ میں حضرت حجۃ الاسلام کو ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔

وی حضرت حاجئ خانۂ خدا و زائر روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اند، واز رؤسائے شیوخ صدیقی قصبۂ نانوتہ ہستند۔ عالم اند متقی و ربّانی و حقّانی و واقفِ اسرارِ شریعت و طریقت اند، و قول و فعلِ وی

حضرت حاجئ خانۂ خدا اور زائر روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، قصبۂ نانوتہ کے اکابر صدیقی شیوخ سے ہیں۔ عالم متقی و ربّانی و حقّانی اور واقفِ اسرارِ شریعت و طریقت ہیں۔ قول و فعل ان

بے ریا و بے تصنع است و معرض از دنیا و ارباب آن، باوجود اہل و عیال
آزادانہ و مجردانہ گزران میکنند و بقدر حاجت ضروری دُنیوی کاری بوخود مقرر
نمایند۔ و لباس مولویانہ و مشائخانہ نمی دارند۔ و باتکلف آشنانہ۔ مقلدِ
مذہب حنفیہ اند و نیز مشرب چشتیہ بہشتیہ و اجازت تعلیم سلسلہ
باطن بر چہار طرق از حضرت حاجی امداد اللہ سلّمہ اللہ
و سند حدیث از حضرت شاہ عبد الغنی مجددی رح
میدارند و مانند محققان و عارفان در بیان سخن حقائق و معارف
و در اثبات وجودی کلام میگویند و بر شہود توحید شہودی انکار
ندارند۔ و در اکثر اوقات در شغل تنزیہ و تشبیہ خود را مشغول
میدارند و سماع غنا بے مزامیر اگر بطریق امور اتفاقیہ پیش
می آید انکار ندارند۔ و از ایشان پرسیدم کہ در طریقۂ حضرات
جناب غلبۂ چشتیت است، فرمودند بلے کہ آن از حضرت
شاہ عبد البادی رسیدہ است۔ وقتی در مراد آباد
بتکلیف خان صاحب شیر علی خان تشریف آوردند و نیز بر مکان خان
صاحب موصوف فروکش شدند۔ روزی خانصاحب بار اقم
نقل کردند کہ قوّال بے مزامیر غزلی گفت، شنیدند و گرم شدند،
چوں نظر ایشان بر بعض ناواقفان از حال و اسرارِ عارفان و
بے خبر از دردِ عاشقان کہ در آنجا حاضر بود، افتاد، فرمودند
کہ تاثیر ہر کس اثری دارد و من اہل آن نیستم انتہی۔ آمدی
اخوان، زمان، مکان دراں شرط است و باقی شروط
آن در کتاب قوم مرقوم است۔
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

کا بے ریا و بے تصنّع۔ دنیا اور ارباب دنیا سے دُور۔ اہل و عیال کے باوجود آزادانہ و مجردانہ گزران کرتے ہیں۔ دُنیوی ضرورت کے بقدر کچھ کام بھی اپنے ذمہ رکھتے ہیں۔ لباس مولویانہ اور مشائخانہ نہیں رکھتے تکلّف سے قطعاً بے تعلق۔ مذہبِ حنفیہ کے مقلّد اور مشربِ چشتیہ بہشتیہ کے حامل۔ حضرت حاجی امداد اللہ سلّمہ اللہ سے چاروں سلاسلِ طریقت میں مجاز ہیں۔ سندِ حدیث حضرت شاہ عبد الغنی مجددی رح سے حاصل ہے۔ محققوں اور عارفوں کی مانند حقائق و معارف بیان کرتے ہیں۔ وحدۃ الوجود کے اثبات میں کلام فرماتے ہیں اور توحیدِ شہودی سے بھی انکار نہیں رکھتے۔ اکثر اوقات شغلِ تنزیہ و تشبیہ میں مستغرق رہتے ہیں سماعِ غنا بے مزامیر اگر اتفاقی طور پر پیش آ جائے تو انکار نہیں رکھتے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ جناب کے سلسلۂ طریقت میں چشتیت کا غلبہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس لیے کہ یہ حضرت شاہ عبد البادی امروہی سے پہنچا ہے۔ ایک مرتبہ آپ خانصاحب شیر علی کی دعوت پر مراد آباد تشریف لائے اور خانصاحب موصوف کے مکان پر فروکش ہوئے۔ ایک دن خانصاحب نے راقم سے نقل کیا کہ ایک خوش گلو نے بے مزامیر غزل پڑھی۔ آپ نے سنی اور طبیعت میں گرمی پیدا ہوئی۔ جب آپ کی نظر عارفوں کے حال و اسرار سے ناواقف اور دردِ عاشقاں سے بے خبر بعض حاضرین پر پڑی تو فرمایا کہ ہر شخص کی توجہ کچھ اثر رکھتی ہے اور مَیں اس کا اہل نہیں۔ انتہی۔ ہاں اس میں اخوان زمان اور مکان کی شرط ہے اور باقی شروط کتب صوفیہ میں مرقوم ہیں۔ سلّمہ اللہ تعالیٰ۔

"انوار العارفین" کے فاضل مؤلف نے اکابر دیوبند کے مشائخ کی شاخِ طوبیٰ سے اپنے تذکرے کو زیب و زینت دی ہے۔ حضرت شاہ عبد البادی امروہی قدس سرہ کے بعد ان کے خلیفہ حضرت حاجی عبد الرحیم شہید ولایتی (م ۱۲۴۶ھ) کا حال لکھا ہے۔ پھر ان کے خلیفہ حضرت میاںجی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت میاںجی صاحب کے دو خلفاء شیخ العرب والعجم قطب الاقطاب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ اور قطب ربانی حضرت حافظ ضامن شہید تھانوی کے حالات تحریر کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رح کے علاوہ حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی رح کا تذکرہ بھی لکھا ہے۔

ص ۵۷۹ پر امام المحدثین حضرت مولانا عبد الغنی مہاجر مدنی رح کا ذکرِ مبارک ہے۔ امام دوراں مجدد العصر حضرت سید احمد شہیدؒ کا ذکر ایمان پرور خوب جی کھول کر کیا گیا ہے۔ جو ص ۵۹۳ سے ص ۵۹۷ تک پھیلا ہوا ہے۔

"انوار العارفین" کی سب سے بڑی خوبی اس کا استناد و استدلال ہے۔ جو اسے صوفیہ کے معاصر تذکروں میں سب سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اس میں حضرات صوفیہ کے عام تذکروں کی طرح بے سند روایات نہیں ملتیں۔ فاضل مؤلف نے یہ تذکرہ صداقت و ثقاہت کی میزان میں تول تول کر لکھا ہے۔

(باقی آئندہ)

جائے اور پھر اس دولت کو ضرورت مندوں پر بطریقہ قرض تقسیم کرکے اپنے خزانے کو دو گنا تگنا یا ممکن ہے کہ پچاس گنا کرے۔ اسلام نے اس قسم کے اتفاقات سے بھی اپنے پیروؤں کی حفاظت کر دی ہے۔ اور ہر مرنے والے کے ترکہ میں اتنے حصہ دار قائم کر دیئے ہیں کہ ادھر اسکی آنکھ بند ہوئی اور ادھر اسکی جمع کی ہوئی پونجی بیٹوں، بیٹیوں ماؤں بہنوں اور بیوہ بیوی یا بیویوں پر منقسم ہو کر ایک سے کئی گھروں میں پھیل جاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک کے سرمایہ دار بن جانے کے مواقع باقی نہیں رہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ داری اور غلامی کی مکروہ رسموں کا اسلام سے زیادہ کوئی دشمن نہیں ہے اور ہمارے فلاسفروں کے دماغوں کا بہترین عطر بھی جسے سوشلزم کہا جاتا ہے۔ اب تک سرمایہ داری اور غلامی کو دنیا سے معدوم و مفقود کرنے کے اتنے مؤثر اور اس قدر اچھے ذریعے پیدا نہیں کر سکا۔ جیسے اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے لوگوں کو تعلیم کر دیئے تھے اور بہت ممکن ہے انہیں اسلامی اصولوں کو دیکھ کر دورِ حاضر کے بہترین مصنف برنارڈ شا؟ اس خیال کے اظہار پر مجبور ہوا ہو کہ سو برس کے بعد تمام دنیا کا مذہب یا تو اسلام یا اسی سے ملتا جلتا کوئی اور مذہب ہوگا۔

مسلمانوں کی غفلت شعاری کے اثرات

مسٹر برنارڈ شا جس حالت کے آئندہ سو سال پیدا ہو جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ گذشتہ تیرہ سو سال میں پیدا نہ ہو سکی اور اسلام کے اصول اگر اسی قدر پسندیدہ اور قابلِ قبول تھے تو اب تک مسلمانوں کی تعداد صرف چالیس کروڑ پر کیوں محدود رہے اور یہ دردناک حالت کیوں رونما ہے کہ غیروں کا ذکر ہی کیا ہے۔ خود بہت سے مسلمان بھی اپنے مذہب کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی جذبہ احترام نہیں رکھتے۔

ان تمام سوالوں کا جواب دیتے حق یہ ہے کہ ہمیں شرم آتی ہے اور کسی طرح دل نہیں چاہتا کہ اپنی قوم کی ناگفتہ بہ حالت علم آشکارا کی جائے ہم نکلے تھے کہ دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کرکے تمام اقوام عالم کو صحیح جمہوری طرز حکمرانی سکھائیں گے لیکن دولت اور امارت کے نشہ نے ہمیں بدمست کر دیا اور خود مختار حکومتیں قائم کرکے بیٹھ گئے۔ ہم اٹھے تھے کہ تمام دنیا کو حق پسندی اور انصاف کا سبق دیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے خود ہی حق و انصاف سے منہ موڑ بیٹھے۔ دنیا سے غلامی کی رسم کو مٹانے کا تہیہ کرکے گھر سے چلے تھے۔ لیکن خود ہی لوگوں کو اپنا غلام بنانا شروع کر دیا۔ سرمایہ داری کی لعنت سے دنیا کو نجات دلانے کا ارادہ تھا۔ مگر سرمایہ داری کے مزے سے آشنا ہو کر خود ہی اس رسم کو اختیار کر لیا۔ حتیٰ کہ سود خوری اور قمار بازی سے بھی کچھ زیادہ پرہیز نہ رہا۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والے ہر صاحب طاقت سے ڈرنے اور اس کے آگے سر جھکانے لگے۔ اپنی حق و صداقت کی طاقت پر بھروسہ کرنے کی بجائے دنیا کے مادی ذرائع پر اور کونسلوں کی کرسیوں اور حکومتِ وقت کی اعانتوں پر ہمیں بھروسہ ہو گیا اللہ کے پیغام سے تمام دنیا کو واقف کر دینے کی بجائے خود ہمارے اپنے گروہ میں بھی اس سے واقفیت رکھنے والے برائے نام رہ گئے اور اہلِ دین یا اہلِ علم کے نام سے ایک مختصر سی جماعت ہی الگ ہو گئی اور اسقفیت اور برہمیت کے انداز اختیار کرکے ارباباً من دون اللہ کی مصداق بن بیٹھی اور اس طرح مذہب نام رہ گیا۔ ان چند الفاظ کا کہ جو ہم مطلب سمجھے بغیر خدا کی تعریف میں اپنی زبان سے کبھی کبھی ادا کریں۔ اور وہ بھی اکثر و بیشتر صرف اس لیے کہ دوسرے ہمیں متقی اور پرہیزگار خیال کرنے لگیں۔ ہمارا مقصد تو یہ تھا کہ تمام دنیا کی قوموں کو قومی خزانے قائم کرکے قوم کو خوشحال اور فارغ البال بنا لینے کا راز بتا دیں گے۔ لیکن عمل ہم نے یہ کیا کہ خود ہی بیت المال کی رسم قائم کرنے کو چھوڑ بیٹھے اور قوم کو ذلیل و خوار اور مفلس و نادار بنا دیا۔

کسے غرض پڑی ہے کہ ہماری کتابوں کو اٹھا کر دیکھے اور اسلام کے پاکیزہ اصولوں سے واقفیت پیدا کرے۔ دنیا مسلمانوں کو دیکھتی ہے اور جب اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس قوم میں تو زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ خود اسلام کی طرف سے حقارت و نفرت کے ساتھ منہ پھیر لیتی ہے اور اسلام کی یہ ذلت خود ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے۔

آج مسلمان خود خدا کی زمین پر خدا کے نظام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آج مسلمان قرآنی نظام کے مقابلے میں کمیونزم، سوشلزم اور ایسے دیگر ازموں کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان خود قرآنی نظام کی رحمتوں اور برکتوں کے مقابلے میں سوشلزم کے شیدائی ہیں میں انکو دعوتِ فکر دیتا ہوں اور قبل از وقت انہیں خبردار کرتا ہوں کہ اگر سوشلزم کی لعنت مسلمانوں کے اس ملک میں آ گئی۔ تو یہ ملک اور اس میں رہنے والے کبھی سکون و اطمینان نہ پا سکیں گے۔ اور نہ ہی اس ملک میں امن قائم ہو سکے گا۔ نہ ہی ترقی اور استحکام کے خواب پورے ہو سکیں گے ہماری ترقی ہمارے ملک کا استحکام ہماری دنیا و آخرت کی فلاح صرف اسلام اور اسلام میں ہے۔

مولانا امیر الزمان صاحب

مسئلہ کشمیر کی اہمیت؟

شبہات ــــــ
خدشات ــــــ
خطرات ــــــ

ارباب فکر و نظر پر عیاں ہے کہ ایک مدت سے مسئلہ کشمیر کسی سرد خانے میں پڑا ہوا ہے اس معنیٰ خیز خاموشی سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں مسئلہ کشمیر بھی مشرقی پاکستان کے ساتھ مرحوم نہ ہو چکا ہو۔ یہ جنگ کشمیر ہی کی تھی جس کی بدولت ہم آدھے پاکستان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ مسلمانوں نے اب تک کشمیر کے لیے جو جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مسئلہ کشمیر پر اس جمود اور کچھ دیگر محرکات سے متاثر ہو کر پاکستان کی بعض سیاسی جماعتوں نے اپنی قرار دادوں کے ذریعہ اس خدشہ کا اظہار بھی کیا ہے کہ کشمیر کی جنگ بندی لائن کو بین الاقوامی لائن آف کنٹرول قرار دیا گیا ہے۔ آزاد کشمیر کے آئین مجریہ ۱۹۷۰ء میں رد و بدل کر کے کشمیر کی حیثیت کو ختم کر دیا گیا ہے پھر انہی ایام میں پاکستان کے صوبہ جات کی ایک رابطہ کمیٹی کا ایک اجلاس کراچی میں منعقد ہوا جس میں صدر حکومت آزاد کشمیر نے آزاد کشمیر کو عملی طور پر صوبے کی حیثیت سے تسلیم کر کے اس کی نمائندگی کرتے ہوئے شرکت فرمائی۔ اور ان واقعات سے چند ماہ قبل حکومت پاکستان نے آزاد کشمیر پر ایک خود ساختہ نام نہاد سپریم کونسل مسلط کر دی اس کونسل کے اختیارات حکومت آزاد کشمیر کے مجموعہ اختیارات سے بھی زائد اور غالب ہیں۔ اس کونسل نے سب سے پہلے جو کارنامہ انجام دیا وہ یہ کہ بر وقت ہونے والے انتخابات کو کشمیری عوام کے مشورے کے بغیر ملتوی کر کے اس ملک کے اندرونی اختیارات میں بے جا مداخلت کی جب یہ رز دار یں زبان زد عوام الناس ہوئیں

تو صدر آزاد کشمیر اپنے اخباری بیانوں اور پریس کانفرنسوں کے ذریعہ ان افواہوں کی تردید یا غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے رہا اگرچہ یہ بیان خوب صورت اور جلی سرخیوں سے شائع ہوئے۔ مگر حالات اس سے اتفاق نہیں کرتے کیوں کہ حکومت آزاد کشمیر اور وزیر اعظم پاکستان کے دور حکومت میں کچھ ایسے اقدامات ہوئے ہیں جن سے مندرجہ ذیل شبہات کو تقویت پہنچتی رہی ہے۔ ان شبہات کا خلاصہ درج ذیل ہے

1. شملہ کانفرنس کے بعد مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے نہیں پکارا جاتا۔

2. جنگ بندی لائن کو بین الاقوامی کنٹرول لائن تسلیم کرنا، کارگل لیپا کے اہم محاذوں سے دست بردار ہونا۔

3. نام نہاد سپریم کونسل کا قیام اور اس کو غیر محدود اختیارات سونپنا۔

4. آزاد کشمیر کے یکم نومبر سے ہونے والے انتخابات کو ۱۹۷۵ء تک پر اسرار طور پر ملتوی کرنا۔

5. الحاق کشمیر کا ایک خفیہ معاہدہ جو مسلم کانفرنس نے پہلے ہی کر رکھا ہے۔

مسئلہ الحاق

پورے کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے ہماری جد و جہد یہ ہے کہ کشمیر کا کل رقبہ اپنی کل آبادی سمیت پاکستان میں شامل ہو مگر آزاد کشمیر کے تین اضلاع کا کاغذی الحاق ہماری سمجھ سے اس لیے بالاتر ہے کہ یہ الحاق ۱۹۴۷ء میں بھی ہو سکتا تھا۔

بھارت سے نہ جنگ لڑتے نہ مشرقی پاکستان ہم

سے جدا ہوتا۔ نہ یہ لاکھوں بے گناہ مسلمان قتل ہوتے اور نہ ہی لاکھوں بہاری مسلمان آج بے وطن ہوتے۔ آخر ۲۶ سالہ قربانیوں کا کیا نتیجہ نکلا

ہم حکومت آزاد کشمیر، پاکستانی پریس اور پاکستانی عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ اس راز سے پردہ اٹھائیں۔ شملہ کے معاہدے کی وضاحت کریں۔ آخر عوام کو کب تک دھوکہ میں رکھا جائیگا

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی گر کھلا

ہمارے نزدیک جنگ بندی لائن کو بین الاقوامی کنٹرول لائن تسلیم کرنے سے تاریخ کشمیر مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ آزاد کشمیر کو موجودہ صورت میں صوبائی حیثیت دینے سے مسئلہ کشمیر کی اہمیت کم اور پوزیشن کمزور ہو جانے کا احتمال ہے۔

ان حالات میں ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پاکستانی عوام اور حکومت کو پیش آمدہ خطرات و خدشات سے بر وقت آگاہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ مسلسل غفلت اور لاپرواہی کا شکار رہ کر ہمیں بہت بڑے نقصان سے دو چار ہونا پڑے۔ مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش میں تبدیل ہو جانے کے باوجود کشمیر پاکستان کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے ممکن ہے بعض نادان دوست المیہ مشرقی پاکستان کے بعد کشمیر کی اہمیت کو کم سمجھنے لگے ہوں۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔

سیاست عالم کا سرسری سا جائزہ لینے سے بھی یہ بات ا[illegible] ہو جاتی ہے کہ کشمیر کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ

تاثرات

احساسات

پیغامات

ایک اہم قومی و آئینی مسئلہ

مکرمی زید مجدٗہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آنجناب کی توجہ ایک اہم قومی و آئینی مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ خود بھی اس پر اظہارِ خیال فرمائیں گے۔ اور دیگر اہلِ دانش کو بھی اس کی دعوت دیں گے۔

١۔ قادیانی امت قریباً ایک صدی سے اسلامی اصطلاحات کو پامال کر کے ملتِ اسلامیہ کے قلوب کو مجروح کر رہی ہے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو احمد مرسل اور خود کو احمدی کہہ کر تمام مسلمانوں کو غیر احمدی کہتی ہے اور بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ احمدی مسلمان ہیں اور غیر احمدی، غیر مسلم۔

٢۔ اب جب کہ ٧ ستمبر کے ترمیمی بل کے مطابق قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ قادیانیوں کے احمدی کہلانے اور مسلمانوں کو غیر احمدی قرار دینے کا جواز باقی نہیں رہ جاتا۔

٣۔ رہا یہ سوال کہ مرزائیوں کا صحیح نام جو ان کی حقیقت کا آئینہ دار ہو۔ کیا ہونا چاہیئے؟ اور اس غیر مسلم اقلیت کو کس نام سے رجسٹرڈ کیا جانا چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے

٤۔ کہ چونکہ مرزائیوں کے دونوں فرقے لاہوری اور قادیانی، مرزا جی کو بالاتفاق مسیح موعود کہتے ہیں۔ اس لیئے قرینِ انصاف ہے کہ ان کو نئے مسیحی کہا جائے۔ ان کے علماء کو نئے پادری اور ان کے خلیفہ کو پوپ پادری کے خطاب سے نوازا جائے۔

5۔ مرزائیوں نے اب تک جتنی مساجد بنائی ہیں۔ چونکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے بنائی ہیں اس لیئے انہیں محکمہ اوقاف کی تحویل میں لیا جائے۔ اور ان میں مسلمان امام اور خطیب مقرر کیئے جائیں۔

٦۔ ٧ ستمبر کے بعد مرزائیوں نے جو عبادت گاہیں تعمیر کی ہوں یا آئندہ کریں انہیں مسجد کہنے کی اجازت نہ دی جائے۔ بلکہ انہیں گرجا کہا جائے۔

٧۔ یہ تجویز صرف نام کی تبدیلی کے لیئے نہیں بلکہ اس کا مقصد مسلمانوں کو قادیانیوں کے صد سالہ دجل و تلبیس سے محفوظ کرنا ہے۔ جب تک ان کو اسلامی قانون کے استعمال سے روکا نہیں جاتا تب تک مرزائی حضرات بدستور مسلمانوں کو فریب دیتے رہیں گے۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ مرزائی حضرات مسلمانوں سے کہتے پھر رہے ہیں کہ تم سرکاری مسلمان ہو اور ہم حقیقی مسلمان ہیں۔ اس لیئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ آئندہ انہیں کسی اسلامی اصطلاح کے استعمال کی اجازت نہ دی جائے۔

والسلام محمد یوسف لدھیانوی

مسٹر بھٹو کیلئے سنہری موقع

مکرمی تسلیم! گذارش آنکہ

فاتح قائدِ عوام (مولانا مفتی محمود) نے گذشتہ دنوں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر بھٹو کو چیلنج کیا ہے۔ وہ اس چیلنج کا بارہا مختلف جلسوں میں اظہار کر چکے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بھٹو صاحب ایک جلسہ میں ایک گھنٹہ تقریر کریں اور میں اس جلسہ میں پون گھنٹہ تقریر کروں گا۔ اگر عوام مسٹر بھٹو کے ساتھ ہوئے تو میں سیاست سے ریٹائر ہو جاؤں گا۔ اور اگر عوام میرے ساتھ ہوتے تو بھٹو صاحب کو اقتدار چھوڑنا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم بھٹو صاحب کے لیئے یہ ایک سنہری موقع ہے جہاں دیگر سیاسی رہنماؤں کو قتل کرا کر راستہ سے ہٹایا گیا ہے۔ وہاں مفتی صاحب بھی بھٹو صاحب کے راستہ سے ہٹ جائیں گے۔ ساہیوال میں خان عبدالولی خان نے بھی مسٹر بھٹو کو اسی مسئلہ کے حل کے لیئے مناظرہ کی دعوت دیدی ہے۔ جہاں مسٹر بھٹو محافظ ختم نبوۃ ہیں وہاں وہ مناظر جمہوریت بھی بن جائیں گے یقیناً انہیں یہ ان کے لیئے ایک سنہری موقع ہے

—٥—

برادرم اکرام القادری صاحب

سلام مسنون۔ ترجمان اسلام کے دونوں شمارے نظر سے گذرے۔ دل مسرت سے باغ باغ ہو گیا الحمد للہ ترجمانِ اسلام پہلے سے بہت اچھا آرہا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ اس پرچہ کو ملک کے دوسرے رسالوں کے مقابلے میں معیاری بنانے کی کوشش کریں گے۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام۔ غلام سرور خان

امیر جمیعۃ علماء اسلام ضلع بہاولپور۔

برادرم اکرام القادری صاحب!

السلام علیکم۔ ترجمان کے پہلے شمارے پر آپ کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ترجمان کو دیکھ کر دل بہت مسرور ہوا۔ ماشاء اللہ پہلی کاوش قابلِ تحسین ہے پہلے کی نسبت پرچہ بہت معیاری ہے۔ — ابو الفید رشتہ

اخبارات کے آئینہ میں

عاشق علی خاں

ساہیوال میں وزیر اعظم بھٹو کے جلسۂ عام میں بھٹو کو دیکھ کرتا ئد اعظم زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔

امروز یکم دسمبر

ملک میں گندم کی کوئی قلت نہیں ہے۔ سرکاری ذخائر موجود ہیں۔ دس لاکھ ٹن گندم درآمد کی جا رہی ہے۔ شیخ رشید امروز ۲ دسمبر۔

آئندہ عام انتخابات پارٹی سسٹم کے تحت کرائے جائیں۔ جمعیت علمار اسلام کی مجلس عاملہ کا مطالبہ۔ امروز ۲ دسمبر۔

اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دینے کے بعد دوسرے کسی نظریئے کی تبلیغ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مفتی محمود۔ امروز ۲ دسمبر۔

سوشلسٹ نظام قائم ہوتے ہی تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ خورشید حسن میر۔ امروز ۲ دسمبر۔

آئین اور قانون کو نظر انداز کر کے اپنی مرضی کے مطابق ملک کا نظام چلایا جا رہا ہے۔ ملک کی سیاسی اور معاشی حالت دگرگوں ہو چکی ہے عوام کے اتحاد اور یک جہتی کی پہلے کی نسبت زیادہ ضرورت ہے۔ مولانا مفتی محمود۔ نوائے وقت ۳ دسمبر۔

پاکستان امریکی اسلحہ نہ ملنے کی صورت میں اٹیمی دھماکہ کرے گا۔ بھٹو نوائے وقت ۳ دسمبر۔

پاکستان ایٹمی ہتھیار بنانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ عزیز احمد نوائے وقت ۱۰ دسمبر۔

ہم گندم میں خود کفالت کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔ بھٹو نوائے وقت ۴ دسمبر۔

گندم لاہور میں ۴۶/۵۰ تا ۵۲/- روپے من ملتان میں ۴۲/- تا ۴۶/- روپے من لائلپور میں ۴۴/- تا ۴۶/۵۰ روپے من فروخت ہوئی۔ جبکہ سرکاری نرخ اگلے سال کے لیئے ۳۷/- روپے من ہے نوائے وقت ۶ دسمبر۔

دنیا بھر میں ایک لاکھ قادیانی ثابت ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے سے غیر ملکی قادیانی مشن بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ مولانا محمد یوسف بنوری نوائے وقت ۵ دسمبر۔

برسر اقتدار طبقہ اپنی پارٹی منشور سے مخلص نہیں ہے۔ منظور موہل ایم پی اے۔ نوائے وقت ۵ دسمبر۔

جاگیردار عوام کے طعنوں سے بچنے کے لئے سائیکل پر سفر کریں۔ بھٹو۔ وفاق ۶ دسمبر۔

ذوالفقار علی بھٹو کو چاہیئے کہ وہ سوزوکی پر سفر کریں۔ ملک دوست محمد سیکرٹری ایوانِ زراعت وفاق ۶ دسمبر۔

مجھے مار پیٹ کی جا رہی تھی اور میرے جسم سے خون جاری تھا جے اے رحیم۔ وفاق ۶ دسمبر۔

میں تشدد کا قائل نہیں ہوں۔ بھٹو وفاق ۶ دسمبر

تحریک پاکستان کے نامور کارکن موتمر عالم اسلامی پاکستان کے صدر شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی کا ۶ دسمبر کو لاہور میں انتقال ہو گیا۔ نوائے وقت ۷ دسمبر۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں فزکس ڈیپارٹمنٹ کو بند کیا جائے۔ چار قادیانی طلباء کے لیئے ۱۲ اساتذہ کا تقرر بے انصافی ہے مسلمان طلباء کا مطالبہ۔ نوائے وقت ۷ دسمبر۔

روٹی محنت سے کمائی جاتی ہے آسمان سے نہیں گرتی۔ بھٹو۔ امروز ۸ دسمبر

مولانا ظفر احمد عثمانی انتقال کر گئے ا۔ نوائے وقت ۹ دسمبر

حکومت کو ہمیں غدار قرار دینے کا کوئی حق نہیں۔ الزام ثابت کرنے کے لیئے سپریم کورٹ کا ٹریبونل قائم کیا جائے۔ مفتی محمود نوائے وقت ۹ دسمبر

خاکوانی کے وزیر بننے سے پیپلز پارٹی کا وقار خاک میں مل جائیگا۔ مصطفیٰ کھر۔ نوائے وقت ۹ دسمبر۔

حکومت موچی دروازے میں جلسہ کر کے اپنی کارکردگی پر مناظرہ کرے ہمیں دفعہ ۱۴۴ کے ذریعے مساجد میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ہے مفتی محمود نوائے وقت ۱۰ دسمبر۔

مہنگائی اور معاشی تنگی سے سات جوان بیٹیوں کے باپ نے خودکشی کر لی۔ لائلپور۔ نوائے وقت ۱۰ دسمبر

بلوچستان کا مسئلہ افہام و تفہیم سے حل ہو سکتا ہے۔ اپوزیشن کو عوام سے رابطہ قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ مفتی محمود نوائے وقت ۱۱ دسمبر۔

مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے کہا کہ مفتی محمود کے ساتھ کوئی نہیں ہے سب لوگ میرے ساتھ ہیں۔ نوائے وقت ۱۱ دسمبر۔

بائیکاٹ کی صورت میں حکومت کو ضمنی انتخابات کا ڈھونگ رچانے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ غلط پالیسیوں کے باعث حکومت پر عوام کا اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ متوسط طبقے کی قیادت ہی ملک کے مسائل حل کر سکتی ہے۔ مفتی محمود نوائے وقت ۱۲ دسمبر

قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جمعیت طلبار اسلام چنیوٹ نوائے وقت ۱۲ دسمبر

عاشق علی خاں ناصر کلور کوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی ۱۲ / ۱۲ / ۷۴

شہر شہر سے

عوام کو آپس میں لڑانے کے لیے حالات خراب کیے جا رہے ہیں

مفتی محمود

حکمران پارٹی کے لیڈر حزب اختلاف کے رہنماؤں کے خلاف ہرزہ سرائی پر اتر آئے ہیں

نیاز احمد شاد گیلانی۔

اسلام آباد۔ قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود نے صوبہ سرحد میں امن عامہ کی صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور الزام لگایا ہے کہ عوام کو آپس میں لڑانے کے لیے حالات کو خراب کیا جا رہا ہے۔ مفتی محمود قومی اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر افراسیاب پر پولیس کے مبینہ تشدد کی سخت مذمت کی اور کہا کہ افراسیاب خان گذشتہ کئی ماہ سے ڈیفنس آف پاکستان کے تحت نظر بند ہیں۔ مگر کل پولیس نے انہیں ٹارچر روم میں بند کر کے تشدد کیا۔ اس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے۔ انہیں لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں انہیں آکسیجن دی گئی۔ اس تشدد کے بارے میں ہمیں ٹیلیفون پر بتایا گیا اور قومی اسمبلی کے ارکان کو تاروں کے ذریعہ مطلع کیا گیا جس پر دلی خان پشاور پہنچ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ افراسیاب پشاور یونیورسٹی میں ایم۔ اے کے طالب علم ہیں۔ وہ طلباء میں بہت مقبول ہیں۔

اور گذشتہ دنوں انہوں نے یونیورسٹی انتخابات میں بھی حصہ لیا تھا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ طلباء کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مگر ہم عوام سے اپیل کریں گے کہ وہ پر امن رہیں اور اس قسم کے حالات کا متحد رہ کر مقابلہ کریں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ برسر اقتدار جماعت کو اپنے عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ سابق وزیر اعلیٰ سرحد نے سرحد اسمبلی کا اجلاس گذشتہ روز اچانک غیر معینہ مدت تک ملتوی کرنے پر سخت نکتہ چینی کی اور کہا کہ ایسے وقت جب کہ اسمبلی کی کاروائی ابھی باقی تھی۔ اسے ملتوی کرنے کا کیا جواز ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا صرف ایک ہی سبب ہو سکتا ہے کہ صوبہ سرحد کے حالات کے بارے میں حزب اختلاف کو اسمبلی میں بولنے کا موقع نہ دیا جائے۔

انہوں نے الزام لگایا کہ صوبہ سرحد میں بھی بلوچستان جیسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے بموں کے دھماکوں اور دوسری سرگرمیوں کی سخت مذمت کی ہے۔ اور الزام لگایا کہ سب کچھ جان بوجھ کر ایک منصوبے کے تحت کیا جا رہا ہے۔

جامعہ قاسمیہ لاہور میں

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا سیّد نیاز احمد گیلانی نے کہا ہے کہ حکمران پارٹی اپنی بڑھتی ہوئی عدم مقبولیت سے بوکھلا اٹھی ہے۔ اس لیئے وزیر اعظم سمیت حکمران پارٹی کے لیڈر حزب اختلاف کے قائدین کے خلاف ہرزہ سرائی پر اتر آئے ہیں۔ آپ گذشتہ شب جامعہ قاسمیہ لاجپت نگر شاہدرہ میں مقامی جمعیۃ کے زیر اہتمام جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔

آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد جاری رکھے گی۔ اور علماء کرام تحریک آزادی کی طرح اسلامی انقلاب کی تحریک میں بھی قربانیاں دیں گے۔

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد لقمان علی پوری نے کہا کہ حکمران پارٹی نے عوام سے جتنے وعدے کیے تھے وہ ان کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے اور اب عوام کا اس پر اعتماد نہیں رہا۔ آپ نے کہا کہ حکمران پارٹی ... کی مدد کے بغیر ملک بھر میں ایک جلسہ بھی نہیں کر سکتی

جلسہ سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا احسان اللہ فاروقی، الحاج سید امین گیلانی۔ اور جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے صدر رانا شمشاد علی نے بھی خطاب کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا نیاز احمد گیلانی اور مولانا محمد لقمان علی پوری نے شمالی اضلاع کا چار روزہ تنظیمی دورہ مکمل کر لیا اس دوران انہوں نے گوجرانوالہ، کھاریاں، جہلم، راولپنڈی چکوال، پنڈ دادنخاں، تلہ گنگ اور شاہدرہ میں جمعیۃ کے اجتماعات اور عام جلسوں سے خطاب کیا۔

دورہ کے اختتام پر مولانا نیاز احمد گیلانی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اسلامی انقلاب اب ناگزیر ہو چکا ہے۔ اور کوئی طاقت اب اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلامی انقلاب کی خاطر ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام

ضلع گوجرانوالہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی جنرل کونسل کا اجلاس ۸ دسمبر بروز اتوار گیارہ بجے دن نئی مسجد بخاری روڈ گوجرانوالہ میں امیر ضلع مولانا محمد سرفراز خاں

منعقد ہوا۔ اجلاس میں شہر گوجرانوالہ، تحصیل گوجرانوالہ تحصیل حافظ آباد، اور تحصیل وزیر آباد کی سو سے زائد شاخوں کے تین سو کے قریب نمائندوں نے شرکت کی۔ اور صوبائی جمعیۃ کی طرف سے حضرت مولانا سید نیاز احمد گیلانی اور مولانا محمد لقمان علی پوری شریک ہوئے۔

جمعیۃ کے ضلعی جنرل سیکرٹری محمد الطاف نے ۴ اپریل ۱۹۷۲ء تا ۳۰ نومبر ۱۹۷۲ء تک ضلعی جمعیۃ کی کارگزاری کی رپورٹ اور آمد و خرچ کا میزانیہ پیش کیا جو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل اہم فیصلے کیے گئے۔

1۔ ضلعی جمعیۃ کے ذمہ کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار روپیہ قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں طے پایا کہ تمام ابتدائی شاخیں اپنے سابقہ بقایا جات ساٹھ روپے سالانہ کے حساب سے ۲۵ دسمبر تک ضلعی دفتر کو ادا کر دیں گی۔ اور اس کے بعد پابندی سے سالانہ چندہ دیا کریں گی۔

۲۔ ضلعی ہیڈ کوارٹر جامع مسجد شیرانوالہ باغ سے مکی مسجد بخاری روڈ نزد ڈیوڑھا پھاٹک جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ اور تحصیل گوجرانوالہ کا ہیڈ کوارٹر دارالعلوم فیض الاسلام اڈہ تتلے عالی میں منتقل کر لیا جائیگا۔

۳۔ ضلعی عہدیداروں میں ردوبدل کر کے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل نئی مجلس عاملہ چنی گئی۔

امیر ____ مولانا محمد سرفراز خاں گکھڑ
نائب امیر اول ____ مولانا نذیر احمد واہنڈو
نائب امیر دوم ____ مولانا خلیل الرحمان پھالرائے
نائب امیر سوم ____ مولانا احمد سعید گوجرانوالہ
ناظم اعلیٰ ____ علامہ محمد احمد لدھیانوی گوجرانوالہ
ناظم اول ____ ڈاکٹر غلام محمد ظفر آباد۔
ناظم دوم ____ صوفی حسین احمد سکھیکی
ناظم نشرواشاعت ____ مولانا علی احمد جامی کھیالی
خازن ____ چوہدری شریف طاہر سادوکی
سالار ____ مولانا گل محمد توحیدی نوشہرہ ورکاں

نئی مجلس شوریٰ کے ارکان کا اعلان امیر ضلع بعد میں کر دیں گے

۴۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب ناظم اول کے طور پر ضلعی جمعیۃ کی ہمہ وقتی خدمات سرانجام دیں گے۔

۵۔ تحصیل گوجرانوالہ کے لیے مولانا نذیر احمد واہنڈو مولانا محمد یوسف رحمانی ایمن آباد، مولانا فضل حق منڈھیالہ تیگہ، اور حافظ لعیم اللہ نوشہرہ ورکاں

تحصیل حافظ آباد کے لیے مولانا محمد الطاف حافظ آباد، ڈاکٹر محمد رفیع کالیکی۔ اور شیخ گلزار احمد پنڈی بھٹیاں۔

تحصیل وزیرآباد کے لیے مولانا محمد اسحاق علی پور۔ جناب محمد عاشق وزیرآباد۔ قاری غلام کبیر چوڑہ اور ملک عبدالقیوم اختر گکھڑ۔

پر مشتمل کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ اور یہ طے کیا گیا کہ راقم السطور گوجرانوالہ میں جمعیۃ کی تنظیم مکمل ہونے تک شہر ہی میں کام کریگا ——— زاہد الراشدی

مرزائیوں کی سرگرمیاں

خانپور جمعیت علماء اسلام خانپور کا ہفت روزہ اجلاس منعقد ہوا جسمیں جماعتی کارکردگی پر غور و خوض کیا گیا۔ درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں قانون کی بالادستی قائم کر کے جمہوریت کو بحال کیا جائے

۲۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ جب کہ قانون کے ذریعہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور ان کی ہر قسم کی تبلیغ پر پابندی ہے ان مرزائیوں کو مجبور کیا جاتے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی نہ کریں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں خصوصاً کوچہ المرتضےٰ صدر بازار خانپور شہر میں مرزائیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ جہاں مرزائی ٹولہ نے باقاعدہ طور پر ایک مسجد قائم کی ہوئی ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر کے فسادات کی سعی کر رہا ہے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مقامی انتظامیہ اس کا فی الفور نوٹس لے نیز محمد اکرم ایس، ایچ او تھانہ صدر خانپور کو برطرف کریں۔

جمعیۃ علمائے اسلام عارفوالہ کے مطالبات

جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد دیگر قوانین میں آئین کے مطابق ترامیم کیجائیں۔

یہ اجلاس آٹا کی شدید مہنگائی اور قلت پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور ڈپوؤں پر فوری آٹا کی سپلائی کی بحالی کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ اجلاس پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ کے مسلسل نفاذ پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسے پاکستان پر آمریت کے مسلسل قائم رکھنے کی ناپاک سازش قرار دیتا ہے۔ یہ اجلاس نام نہاد پولیس مقابلوں کی مذمت کرتا ہے۔ اور تھانے قبولہ میں ابراہیم سکھرا کو درخت سے باندھ کر گولی سے ہلاک کر کے پولیس مقابلہ قرار دیئے جانے والے واقعہ کی ہائی کورٹ سے تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔

انتخاب

علاقہ تیراہ کرم ایجنسی قوم ماسوزئی کے لیے امیر مولانا شیر محمد ولد بادشاہ میر منتخب ہوئے۔ علاقہ کرم ایجنسی کے تقریباً بیالیس ہزار عوام اسلام کی سربلندی کے لیے اور شریعت کی اجراء کے لیے مولانا شیر محمد خاں ولد بادشاہ میر کے ساتھ وابستہ ہیں۔

متحدہ جمہوری محاذ

متحدہ جمہوری محاذ کے تین رہنما، مولانا مفتی محمود مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور احمد اس سال حج کے موقعہ پر اسلامی ملکوں کا دورہ کریں گے۔ اور عالم اسلام کو قادیانی مسئلے کی اہمیت سے آگاہ کریں گے

تعزیت

لائلپور جمعیۃ علمائے اسلام کل پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا مفتی محمود صاحب اور شہری جمعیۃ کے راہنماؤں نے ایک بیان میں شفاء الملک حکیم محمد احسن کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی موت کو ملک و ملت کے لئے عظیم المیہ قرار دیا ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ موصوف ایک عظیم علمی شخصیت اور تحریک آزادی کے نامور سپاہی تھے۔

باقی ص ۲۶ پر

جمعیۃ طلبأ اسلام کے کارکن اسلام کی سربلندی کیلئے جدوجہد کرتے رہیں

(سعید احمد رائے پوری)

موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کے لیے علما کی قیادت اشد ضروری ہے

(محمد اسلوب قریشی)

طلبأ اپنے اکابرین کیخلاف حکومت کا غلط پروپیگنڈہ برداشت نہیں کرینگے

(میاں محمد عارف)

طلباء کی سرگرمیاں

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے صدر محمد اسلوب قریشی نے حجاز مقدس روانہ ہوتے ہوئے جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکنوں کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ جس طرح ماضی میں آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اسی طرح اب بھی جمعیتہ طلباء اسلام کے منشور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیئے اسلام کی سربلندی کیلیئے جدوجہد جاری رکھیں۔ اور کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ مولانا سعید احمد رائے پوری نے ایک پیغام میں کہا کہ جب تک علماء برسر اقتدار نہیں آتے اس وقت تک اسلامی انقلاب کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ اس لیئے جمعیتہ طلباء اسلام کے ہر کارکن کو علماء کی قیادت کو اپنانا چاہیئے۔

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے قائم مقام صدر جناب میاں محمد عارف صاحب نے تمام شاخوں کو ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا کہ:۔

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کی تمام شاخیں محنت سے کام کریں۔ اور ہفتہ وار اجتماعات منعقد کرتے رہیں اور مرکز کو بھی آگاہ کرتے رہیں۔

انہوں نے کہا کہ جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کی واحد تنظیم ہے جو کہ اسلامی انقلاب کے بارے میں مخلص ہے۔ اور ملک کے کالجز اور سکولز میں صحیح اسلامی نظام تعلیم پیش کرنے کے لیئے جدوجہد کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا یہ عزم ہے کہ ہماری جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہم اس ملک میں اپنے منشور کو نافذ نہیں کر لیتے۔ انہوں نے بھٹو صاحب کی حالیہ تقاریر پر سخت احتجاج کیا۔ اور کہا کہ حکومت کو اپنا رویہ بدلنا چاہیئے۔ ورنہ طلباء اپنے اکابرین کے خلاف کیئے جانے والے پروپیگنڈے کا مؤثر طور پر جواب دیں گے۔ اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

ایک اہم اعلان

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۲۹ دسمبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار صبح ۹ بجے شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہو رہا ہے۔ ہر شاخ سے صدر یا جنرل سیکرٹری کا پہونچنا لازمی ہے۔ جن شاخوں کو دعوت نامہ موصول نہ ہو وہ اس اعلان کو دعوت نامہ سمجھیں۔ فقط۔

سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان

ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے

جمعیتہ طلباء اسلام جھنگ کے جنرل سیکرٹری جناب محمد منیر اقبال نے طلباء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان مسلمانوں پر ظلم تشدد اور سامراجی نظام کی خاطر معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ ہم نے پاکستان کے لیئے قربانی صرف اسلامی نظام کی خاطر دی تھی۔ اس لیئے اس ملک میں اسلامی نظام کو ہی قبول کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا کوئی قانون اس ملک میں برداشت نہیں کیا جائیگا۔ ہم نے علمائے حق کی رہنمائی میں صرف اسلام کو اپنانا ہے۔ اس کے لیئے خواہ ہمیں کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے۔

ہدایات و اطلاعات

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی تمام شاخیں اپنے ضلعی کنونشنز کی زور و شور سے تیاری کریں۔ اور حالات سے صوبائی دفتر کو آگاہ کرتے رہیں۔

تمام ضلعی سربراہوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ضلعی کنونشنز سے بیشتر اپنے اپنے اضلاع کے دورے کریں اور شاخوں کو منظم کریں۔

تمام شاخیں صوبائی ماہ نامہ رپورٹ فارم ہر ماہ کی پانچ تاریخ تک صوبائی دفتر بھیج دیا کریں۔ ابھی جن شاخوں نے نہیں بھیجے فوراً روانہ کریں۔

محمد یوسف ولی اللّٰہی

ناظم نشر و اشاعت جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے خازن جناب عبدالرؤف ربانی نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ صوبائی فنڈز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کے لیے تمام شہری شاخیں ۲۰ روپے ماہوار اور قصباتی شاخیں ۱۰ روپے ماہوار بھیجیں اور ضلعی سربراہ اپنے اضلاع کے ذمہ دار ہونگے

جمعیۃ طلباءِ اسلام کو ربوہ میں ختمِ نبوّت کانفرنس کرنے سے روک دیا گیا

ربوہ میں مرزائیوں کی کانفرنس کا انعقاد اسلام سے غداری ہے (رانا شمشاد علیخان)

جناب رفیع احمد صاحب گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر کے صدر منتخب ہو گیے،

ڈپٹی کمشنر ضلع جھنگ نے صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ پنجاب جناب رانا شمشاد علیخان کی اس درخواست کو رد کر دیا۔ جس میں انھوں نے ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس کی درخواست کی تھی۔ ڈی۔ سی جھنگ نے کہا کہ حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے ختمِ نبوّت کانفرنس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ادھر مرزائیوں کو ربوہ میں کانفرنس کرنے کی اجازت دی جارہی ہے۔ جناب رانا شمشاد علی خان نے کہا ہے کہ حکومت نے اگر مرزائیوں کو ربوہ میں کانفرنس کرنے کی اجازت دی تو اسلام سے غداری کے مترادف ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ طلباءِ اسلام اس کانفرنس کی پوری پوری مزاحمت کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ جب ہمیں اجازت نہیں دی گئی تو پھر مرزائیوں کی اسلام دشمنی کو مسلمان ہرگز قبول نہیں کریں گے،

زباں تلوار ہو جائے

سلمان گیلانی

خدا شاہد، اگر سینے میں دل بیدار ہو جائے
تری ہر ہر نظر کون و مکاں سے پار ہو جائے

جو تو حق کی حمایت کیلئے تیار ہو جائے
نگاہیں تیر بن جائیں زباں تلوار ہو جائے

خلیل اللہ کا جذبہ اگر پیدا کوئی کر لے
تو نمرودوں کی آتش آج بھی گلزار ہو جائے

خدا سے تو مدد مانگ اگر اے ناخدا اب بھی
تو ہر طوفان سے تیرا سفینہ پار ہو جائے

سحر ہونے کو ہے، ایسا کوئی نغمہ سنا بلبل
چمن کا غنچہ غنچہ خواب سے بیدار ہو جائے

وہی رہتے ہیں زندہ موت سے جنکو محبت ہے
وہی مرتے ہیں جنکو زندگی سے پیار ہو جائے

ارادے دشمنوں کے ہم سے ٹکرانے کے ہیں سلمان
وطن کا ہر جواں فولاد کی دیوار ہو جائے

صدر پنجاب کا دورہ ضلع میانوالی

جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب رانا شمشاد علیخان نے گذشتہ دنوں ضلع میانوالی کا تفصیلی دورہ کیا اور اس دوران کروڑ لعل عیسن، بہل، بھکر، دریا خاں، جنڈانوالہ اور میانوالی میں جمعیۃ طلباءِ اسلام کے خصوصی اجلاسوں کے علاوہ جلسہ ہائے عام سے خطاب کیا۔

انھوں نے کہا کہ موجودہ نصاب تعلیم طلباء کو گمراہی اور مغربی سماج کی طرف دھکیل رہا ہے وقت کا تقاضا ہے کہ نصاب تعلیم کو مکمل اسلامی بنانے کے لیے کوشش کی جائے۔

انھوں نے حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت میں امن پائمال ہو چکا ہے۔ چور بازاری۔ غنڈہ گردی اور مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔

انھوں نے وزیر اعظم اور پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ کے ان بیانات پر سخت احتجاج کیا

اِنتخابات

جناب رفیع احمد صاحب گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر میں صدر منتخب ہو گئے اور مشتاق احمد جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ دونوں ساتھیوں کا تعلق جمعیۃ طلباءِ اسلام سے ہے۔ مقابلہ میں اسلامی جمعیۃ طلباء اور پی۔ ایس۔ ایف کے امیدوار تھے جنھیں بری طرح شکست ہوئی۔